YOUTH PARLIAMENT
YOUTH DEBATES
Wednesday, April 18, 2012

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at ten minutes past five in the evening with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogazai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔
ترجمہ: اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔
سورۃ فصیلت (آیت نمبر
(33

CALLING ATTENTION NOTICE

Mr. Speaker: There is a Calling Attention Notice given by Ms. Shaheera Jalil Albasit, Ms. Elia Nauroz Ali, Mr. Ahmed Numair Farooq and Mr. Gohar Zaman inviting the attention of the Youth Prime Minister to the prevailing scenario of lack of governance and lack of public access to decision-making and to economic benefits in the existing provinces. While abiding by the spirit of the federation, the House can discuss the measures necessary for improved governance, improved public access to resources and improved economic growth of the country. The House shall discuss advantages of demarcation of provinces as a possible solution. The Youth Prime Minister may kindly response the Calling Attention Notice.

Mr. Muhammad Hashim Azeem (Youth Prime Minister): I would be delighted if we will have the debate and motion…

Mr. Speaker: It's not a Motion, it's a Call Attention Notice.

Mr. Muhammad Hashim Azeem: Sir, it's a Call Attention Notice, we have the views of other members then I will respond in the end, I think it would be better and more significant if I respond in the end on this Call Attention Notice.

Mr. Speaker: So then in this case you want to be explained. Ms. Shaheera Jalil.

Ms. Shaheera Jalal Albasit: Sir, we would request you to entertain this speaking order starting with Mr. Gohar Zaman.

Mr. Speaker: O.K. Mr. Gohar Zaman.

Mr. Gohar Zaman: Thank you very much. Ms. Shaheera Jalil Albasit, Ms. Elia Nauroz Ali, Mr. Ahmed Numair Farooz and myself inviting the attention of the Youth Prime Minister to the prevailing scenario of lack of governance and lack of public access to decision-making and to economic benefits in the existing provinces. While abiding by the spirit of the federation, the House can discuss the measures necessary for improved governance, improved public access to resources and improved economic growth of the country. The House shall discuss advantages of demarcation of provinces as a possible solution.

جناب سپیکر! آج ہم اپنے ملک میں موجود چند صوبوں میں یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں بہت سے administrative مسائل درپیش ہیں۔ وہ مسائل administrative بھی ہیں، کچھ اور بنیادوں پر بھی ہیں، میں ان پر بات کروں گا۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ ہم ان problems کی solution کے لیے demarcation کی بات کریں۔ اس demarcation کی ضرورت کیوں کر پڑی؟ جناب والا! ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑے بڑے صوبے جن میں population کی density بہت زیادہ ہے اور ان کے کچھ علاقوں کا capital سےdistance بہت زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر پنجاب جہاں پر آپ دیکھتے ہیں کہ پنجاب کا دارلالخلافہ لاہور ہے اور وہ south کی جانب رحیم یار خان تک extend ہوتا ہے۔ اب administrative problems یہ ہوتے ہیں کہ وزیراعلیٰ کے پاس ایک ٹیم ہوتی ہے اور اتنے بڑے صوبے کو لاہور میں بیٹھ کر govern کرنا اس کے لیے ایک issue ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے لوگوں کی آسانی کے لیے، ان کا اپنی حکومت کے ساتھ interaction ہو اور عوام کا حکمران کے ساتھ ایک رابطہ ہو، اسے آسان بنانے کے لیے ہمیں صوبوں کے اندر boundaries کو demark کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس کے بعد وسائل کی distribution آتی ہے، وسائل کی distribution آج کل ایک اہم issue ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی صوبے میں کچھ علاقے ایسے ہوتے ہیں کہ جو بہت ترقی یافتہ ہوتے ہیں اور کچھ علاقے بہت پسماندہ ہوتے ہیں۔ ان پسماندہ علاقوں میں ایک رجحان بڑھ رہا ہے کہ وہ حکومت اور اپنی leadership کو قصوروار سمجھتے ہیں، یہ جو clash پیدا ہو رہا ہے، ہم اسے ایک بہتر طریقے سے follow کر سکتے ہیں۔

ہم جب demarcation کی بات کرتے ہیں تو demarcation کوئی ایسا عمل نہیں ہے جسے دنیا میں کوئی انوکھا عمل سمجھا جاتا ہے، یہ بڑی بڑی جمہوریتوں میں ہوتا رہا ہے، انڈیا کی مثال لی جاسکتی ہے، ایران اور even France میں بھی یہ demarcation ہوتی رہی ہے او چھوٹے چھوٹے units بنانے کی حمایت ہوتی رہی ہے۔

اب ہم وسائل کی distribution کی بات کریں گے۔ پنجاب سے بات شروع کرتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے علاقے کے رہنے والوں کاliving standard خطِ غربت سے کافی نیچے ہے اور وہاں پر بہت زیادہ social crimes پائے جاتے ہیں کیونکہ وہاں پر hold of the state اتنا effective نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر economic and social development کی speed میں بہت کمی ہے۔ تعلیم اس میں ایک بہت بڑا factor ہے کہ وہاں پر تعلیم کی سہولیات اس طرح نہیں ہیں جس طرح capital اور اس کے نزدیک علاقوں میں موجود ہیں۔ جب ہم دوسرے صوبوں کی بات کرتے ہیں تو صوبہ بلوچستان کے بارے میں میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ اسے demarcate کیا جائے صرف ایک model کے طور پر پیش کر رہا ہوں کہ وہاں بھی بہت بڑا علاقہ ہے گو کہ وہاں population کی density بہت کم ہے لیکن بہت بڑا علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر administrative problems اٹھتے ہیں۔ اسی طرح خیبر پختونخوا اور سندھ میں بہت سے پسماندہ علاقے پائے جاتے ہیں۔ اس بارے میں ہم نے ایک چھوٹی سی solution پیش کی ہے کہ ہم demarcation کی طرف جائیں اور اس demarcation پر اگر ہم Blue Party کی جانب سے بات کریں تو یہ administrative basis پر ہونی چاہیے، ethnic or linguistic basis پر نہیں ہونی چاہیے۔ کیوں؟ کیونکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں پہلے ہی بہت زیادہ قومیت پرستی جنم لے رہی ہے، جس سے یہ ہو گا کہ اگر آپ کسی ایک group کے اندر رہنے والوں کو ethnic base پر علیٰحدہ کردیں کہ ان کی زبان علیٰحدہ ہے تو اس سے کیا ہو گا کہ وقت کے ساتھ ساتھ مزید چھوٹے چھوٹے groups نئی نئی demands پیش کریں گے کہ ہم بھی علیٰحدہ ہیں اور ہمارا بھی صوبہ بنایا جائے تو صوبہ بنانے کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ صرف ہلکی سی public demand اٹھی اور ہم نے اسے پورا کر دیا، ہمیں اس کے لیے long term basis پر سوچنا ہے کہ ہمارے لیے وسائل کو manage کرنا کس طرح آسان ہو سکتا ہے۔ اب اٹھارھویں ترمیم کے بعد صوبوں کو بہت زیادہ provincial autonomy provide کی گئی ہے۔ اس کے بعد welfare کا کام صوبوں کے پاس چلا گیا ہے تو اس طرح صوبوں پر بہت بڑی responsibility آ گئی ہے کہ انہوں نے عوام کی welfare کے علاوہ دوسری چیزوں کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔

اس کے لیے سب سے اہم چیز ان کی administration ہے لہٰذا administration کو easy بنانے کے لیے ہم جتنے بھی cases discuss کر لیں، میں چاہے اپنی تقریر میں کر لوں یا بعد میں آنے والے مقررین اس پر بات کر لیں، اس میں صرف ایک factor یہ دیکھنے میں آئے گا کہ ہر جگہ جو مسائل ہیں وہ administrative ہیں، ان چیزوں کو ایوان میں discuss ہونا چاہیے اور demarcation کو as a possible solution دیکھنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب نمیر فاروق صاحب۔

جناب احمد نمیر فاروق: شکریہ جناب سپیکر! اس Calling Attention Notice لانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں صوبوں کے مسائل بہت زیادہ بڑھتے جا رہے ہیں، کچھ صوبے آبادی کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں اور کچھ صوبے رقبے کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں۔ اس Calling Attention Notice کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم demarcation start کرنے کی بات کریں کہ اس وقت صوبوں کی demarcation کرنا ضروری ہے۔ وہ demarcation کن بنیادوں پر ہوگی؟ Blue Party کا ایک stance ہے کہ وہ administrative basis پر ہونی چاہیے اور ہم اس بارے میں ایک resolution لے کر آئیں گے اور اس پر debate ہو گی۔ میں اس میں ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہم نے demarcation کے حق میں بات کی ہے تو ہم اس demarcation میں بڑے صوبے جس طرح پنجاب کی بات کی جاتی ہے تو ہم صرف پنجاب کی بات نہیں کریں گے کہ اس کی آبادی زیادہ ہے تو اسے divide کر دیا جائے۔ اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کا رقبہ بہت زیادہ ہے، اگر کوئٹہ میں وزیراعلیٰ اور ساری انتظامی مشینری بیٹھی ہے تو پنجگور اور گوادر جیسے دور دراز علاقے جہاں پر resources بےانتہا ہیں لیکن وہاں پر مشینری کی access نہیں ہے، وہاں پر لوگ نہیں جاتے ہیں۔ بلوچستان میں آبادی کا مسئلہ نہیں ہے اور یہ چیز واضح ہے لیکن پھر بھی رقبے میں زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر administrative problems ہیں اور ان administrative problems کو بھی address کرنا چاہیے اور اس کے لیے possibilities دیکھی جائیں گی کہ آیا بلوچستان کو بھی demarcate کیا جا سکتا ہے یا نہیں کیا جا سکتا۔ بلوچی بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ وہ کھلے دل سے اس پر بات کریں اور اسے بلوچستان کے بارے میں کوئی سازش نہ سمجھیں۔ ہم اسے administrative basis پر divide کرنے کی بات کر رہے ہیں، اس میں سازش کی کوئی بات نہیں ہو گی۔

جناب والا! دوسری چیز جو ہم administrative basis کو بار بار stress کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ صوبوں کو administrative basis پر divide کریں گے تو آپ کی

linguistic basis پرdemands automatically address ہو جائیں گی۔ جیسے ہم نے یہ observe کیا ہے کہ پنجاب میں سرائیکی صوبے کی بات کی جاتی ہے تو جب یہ administrative basis پر divide ہو گا تو دیکھا جائے گا کہ آپ کی Northern Punjab already administrative میں concentrated ہے اور جو پنجابی dominated area ہے۔ جب آپ پنجاب کوadministrative basis پر دو حصوں میں تقسیم کریں گے تو automatically سرائیکی حصوں کا ایک اور صوبہ بن جائے گا لیکن ہم جو بات کر رہے ہیں کہ ہم اس کو سرائیکی صوبے کا نام نہیں دیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ already divided ہیں، لوگ پہلے پنجابی، سندھی، بلوچی او پٹھانوں کی بات کرتے ہیں تو ہمیں دوبارہ ایک نئی ethnicity یا نیا مسئلہ نہیں کھڑا کرنا چاہیے کہ سرائیکی اور پنجابی بھی آپس میں لڑنا شروع کردیں۔ ہم اس بنیاد پرکبھی بھی سرائیکی صوبے کی بات نہیں کریں گے۔

جناب والا! اس میں بہاولپور کا issues automatically accommodate ہو جائے گا کیونکہ administratively پنجاب کی division دو سے زیادہ ہونی چاہییں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں بہاولپور صوبے کا مطالبہ بھی پورا ہو جائے اور ہزارہ صوبے کی بات بھی ہو جائے۔ اس لیے ہم stress کریں گے کہ اول صوبوں کو demarcate کیا جائے اور secondly, administrative basis پر کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ جناب سپیکر! جو Call Attention Notice from the Blue Party پیش کیاگیا ہے، یہ Call Attention Notice یقیناً بہت اچھا ہے۔ جب نئے صوبوں کی بات آتی ہے کہ نئے صوبے بننے چاہییں یا نہیں بننے چاہییں، انہوں نے یہ بات کی ہے کہ administrative purposes کے لیے یا administration کو اچھا بنانے کے لیے administrative basis پر نئے صوبے بننے چاہییں and not on the basis of linguistic, ethnic conflict or ethnic grouping. سوال یہ ہے کہ ابھی ہمارے ملک میں اتنی volatile situation ہے، ہر جگہ situation violent ہے، آپ بلوچستان کی صورت حال دیکھیں South Punjab میں دیکھیں کہ وہاں طالبان کے sects کافی active ہیں۔ سندھ میں ڈاکو بھی active ہیں۔ بلوچستان اور فاٹا کی صورت حال بھی آپ کے سامنے ہے۔ ابھی ملک کی prevailing political and defence کی صورت حال ایسی نہیں ہے کہ صوبوں میں نئے صوبے بنا دیے جائیں۔ ان صوبوں کے لیے نہ تو وفاق کے پاس اتنے resources ہوں گے اور شاید نہ ہی ان نئے بننے والے صوبوں کے پاس

اتنی expertise ہوگی کہ وہ اپنے روزانہ کے معاملات اتنی بہتری سے چلا سکیں جو اس وقت صوبوں میں ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں جلد بازی میں یہ کام ہو جائے گا۔

Mr. Speaker: Jamal Naseer Jamaee Sahib.

جناب جمال نصیر جامعی: جناب سپیکر! صوبوں کے حوالے سے demarcation اور ان پر possible solution کی بات ہو رہی ہے۔ اس وقت ملک میں کافی crisis چل رہے ہیں، ہم war on terror کا بھی حصہ ہیں، economic crisis ہیں اور جیسا کہ اس Call Attention Notice میں بھی ذکر ہے کہ lack of governance ہے، law and order کے مسائل اور بہت سے دوسرے مسائل ملک میں موجود ہیں جن پر priority basis کے تحت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایک طرف ایک صوبے میں علیحدگی کی تحریک چل رہی ہے، ایک صوبے کی اسمبلی قرارداد پیش کرتی ہے کہ یہاں پر کسی قسم کی demarcation کی بات نہیں ہو گی، اس کے بعد انہی جماعتوں سے ایک جماعت نئے صوبے کے لیے صوبے کے آدھے حصے میں تحریک شروع کر دیتی ہے۔ یہ سارے کا سارا scenario صرف political score gaining کے لیے ہو رہا ہے۔ پاکستان میں موجودہ مسائل پر توجہ دینے کی بالخصوص وہ مسائل جو ground پر نظر آ رہے ہیں،پہلے ان کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ سپریم کورٹ کے احکامات کی پابندی نہیں جاتی اور دیگر مسائل ہیں۔ اگر governance اور ان تمام چیزوں کو حل کیا جائے تو میرے خیال میں اس کو second option کے طور پر دیکھا جا سکتاہے۔

جناب سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل الباسط صاحبہ۔

Ms. Shaheera Jalil Albasit: Thank you Mr. Speaker! First of all I would like to say no time frame has been mentioned, we are here to discuss demarcation and administrative demarcation as a solution. There is no limit you can do that in five years time, in two years time, immediately or in ten years time. For that purpose I would like to share the economic survey report which was conducted in 1999 by the World Bank and according to the report the administratively demarcated or administratively separated small states and small provinces have higher per capita GDP. In simpler term they are richer than their neighbouring large states. Why is it? It's because the higher GDP is caused by the localization of the small states

جو چھوٹی states ہوتی ہیں اور جنہیں administrativeبنیادوں پر demarcate کیا جاتا ہے، وہ اس طرح localized ہوتی ہیں اور چھوٹی ہوتی ہیں کہ ان کی productivity options کو آپ

باآسانی specify کرسکتے ہیں اور پھر ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہم جب demarcation کی بات کرتے ہیں تو پھر ہم ایک critical economic situation میں آ سکتے ہیں۔ پاکستان کی public services جیسے ابھی ذکر کیا گیا کہ اس وقت ہمارے ملک کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ ہم اپنی public services کو further divide کر سکیں۔ اس situation میں ایک basic hypothetical and mathematical example ہے جو شاید help کر سکے، آپ imagine کریں کہ ایک ملک کے پچاس security guards ہیں اور اس کے دس صوبے ہیں، ہر صوبے کے پاس پانچ guards آتے ہیں جو کہ اس کی security needs کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ہم ان دس صوبوں کو پچیس صوبوں میں demarcate کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں ایک صوبے کے پاس دو security guards آتے ہیں لیکن ہمیں یہ مدنظر رکھنا ہے کہ ہر صوبے کا size بھی چھوٹا ہے اور اس کی closing boundaries دوسرے کے قریب ہیں، لہذا یہ دو security guards ہر صوبے کی security needs کے لیے کافی ہوں گے۔ اب اگر ہم ان پچیس صوبوں کی administrative needs کو دیکھتے ہوئے انہیں سو صوبوں میں تقسیم کردیتے ہیں تو اب ایک security guard کے پاس دوصوبے آئیں گے لیکن ان دو صوبوں کا size بھی مزید چھوٹا ہو گا۔ لہذا اگر administratively دیکھا جائے تو common sense ہمیں اس چیز کی اجازت دیتا ہے کہ ہم جہاں تک resources کوlower tiers تک پہنچانے کے لیے further divide کر سکتے ہیں تو وہ ہمیں کرنا چاہیے۔ یہ micro-economic کی example ہے اور پاکستان کے scenario میں اسے باآسانی applyکیا جا سکتا ہے اور ہم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جناب والا! اکثر demarcation کے argument پر یہ باتیں کہی جاتی ہیں کہ انڈین پنجاب کا size West Punjab جو ہمارے حصے میں آتا ہے اس سے چھوٹا ہے لیکن اسے تین صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جب partition ہوئی تو انڈیا کے چودہ صوبے تھے، اب اٹھائیس ہو چکے ہیں اور اس کی seven union territories ہیں۔ بنگلہ دیش کی آبادی پاکستان کے برابر ہے لیکن اس کے چونسٹھ صوبے بن چکے ہیں۔ افغانستان ہم سے چھوٹا ہے اس کے چونتیس صوبے ہیں، ایران ہم سے چھوٹی آبادی والا ملک ہے جبکہ اس کے اکتیس صوبے بن چکے ہیں۔ میں اس کے جواب میں یہ کہنا چاہوں گی جب آپ انڈیا کی مثال دیکھتے ہیں تو you also need to consider کہ وہاں پر East Punjab کی جو demarcation ہوئی تھی، اس میں ایک hidden agenda تھا جس کے تحت انہیں وہاں موجود سکھ community کو marginalize کرنا تھا تو ایک hidden agenda and hidden aim تھا۔ اگر آپ انڈیا کی demarcation کو آیا وہ ethnic lines ہوئی

ہو اسے پاکستان کے scenario سے compare کرتے ہیں تو وہی بات ہوگئی کہ آپ applesکو oranges سے compare کر رہے ہیں اور پھر دونوں میں similarity ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسی context میں بنگلہ دیش کی مثال کچھ اس طرح ہے کہ اگر بنگلہ دیش کے چونسٹھ صوبے ہیں تو دراصل وہ صوبے نہیں ہیں، وہ اضلاع ہیں کیونکہ بنگلہ دیش کی کوئی سینیٹ نہیں ہے کیونکہ جیسے پاکستان کی سینیٹ میں صوبوں کی برابر نمائندگی ہوتی ہے، اس لیے بنگلہ دیش کی سینیٹ نہیں ہے۔ آپ یہ کہہ دیں کہ اس کے چونسٹھ صوبے ہیں، یہ غلط بیانی ہے جبکہ وہ چونسٹھ اضلاع ہیں۔ میں ایران اور افغانستان کی بات کروں تو وہاں ' ولایت' ایک term ہے جو کہ صوبوں کے لیے use کی جاتی ہے لیکن اس کی administrative dynamics پاکستان کے صوبوں سے بالکل مختلف ہے تو اس ضمن میں ان کو you can not compare it.

جناب والا! On a parting note میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم نے یہاں پر تذکرہ کیا کہ اگر آپ کو ملک کے مسائل حل کرنے ہیں، عام آدمی کے مسائل حل کرنے ہیں۔ اٹھارھویں ترمیم ہمارے سامنے ہے لیکن ایک آدمی کو جب تک اس کا فائدہ نہیں ہو گا، آپ سو ڈیڑھ سو دو سو صوبے بنا دیں، اس میں صرف یہ ہو گا کہ corrupt elite class کو مزید options ملتے چلے جائیں گے، مزید loopholes آتے جائیں گے تو جب تک عام آدمی کو فائدہ نہیں ہو گا، آپ administrative bifurcation کر دیں، ethnic bifurcation کر دیں، linguistic bifurcation کر دیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ لہٰذا administrative demarcation کو ہی choose کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ایک واحد demarcation formula ہے جو ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم ہر صوبے کی geographic lines تبی define کریں جب ہمیں پتا ہو کہ جو نیا صوبہ بن رہا ہے وہ economically self-sufficient ہو گا، اس کے پاس اتنا human capital ہو گا، اتنا physical capital ہو گا کہ وہ خود اپنے resources generate کرے، اس کے پاس موجود natural capital resources سے خود اپنا revenue generate کرے۔ اگر آپ common sense کے تحت administrative demarcation کے لیے جاتے ہیں تو یہ واحد چیز ہے جسے ہم suggest کر سکتے ہیں کہ it is a very workable and very feasible idea in the prevailing scenario of Pakistan, keeping in view that you need to get the authority, the access to opportunities, the access to jobs, the access to education to the very common man. Thank you.

Mr. Speaker: Ms. Elia Naourz Ali.

محترمہ ایلیا نوروز علی: شکریہ جناب سپیکر! یہ Calling Attention Notice جو شہیرہ

جلیل، احمد نمیر، گوہر زمان اور میں نے پیش کیا ہے۔یہ ہم اس لیے کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں یہ لگتا ہے کہ ہمارے resources and opportunities اس طرح لوگوں تک نہیں پہنچ پاتیں جس طرح اگر ہم demarcate کریں اور on the basis of administration کریں تو یہ چیز ہو سکتی ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ صوبوں کی demarcation ہونی چاہیے اور وہ administrative basis پر ہونی چاہیے نہ کہ ethnicity basis پر کیونکہ پاکستان میں ethnicity base پر اگر demarcation کی جاتی ہے تو اس سے ہمارے concept of nationalism کو زیادہ بڑھاوا دیا جائے گا۔ اگر ہم اسے administrative basis پر کریں گے تو عام لوگوں کو زیادہ opportunities مل سکتی ہیں اور resources بہت بہتر طریقے سے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب وزیراعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ان لوگوں کاشکریہ ادا کروں گا جنہوں نے Calling Attention Notice دیا اور ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ نئے صوبے بنانے چاہییں اور کن بنیادوں پر بنانے چاہییں to improve public access to resources and economic growth of the country. جناب والا! صوبے بنانے کا issue ایک بڑا sensitive issue ہے، بہت گھمبیر issue ہے، اس پر ہماری اپنی پارٹی میں بھی ایک بڑی healthy debate ہوئی اور آج اس Calling Attention Notice سے ہمیں اپوزیشن کی رائے کا بھی معلوم ہوا اور ان کے خیالات کی ترجمانی بھی ہوئی کہ وہ کیا چیز چاہتے ہیں۔

جناب والا! اپوزیشن کے ایک ممبر نے بات کی کہ اس وقت ملک ان حالات میں ہے کہ ہمیں فی الحال اس طرف توجہ نہیں دینی چاہیے، بے شک یہ ایک ضروری چیز ہے۔ جناب والا! میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ why should there be procrastination? Procrastination and procrastination in each and every event, ہم کسی پالیسی پر پہنچتے نہیں ہیں اور اسے آگے کر دیتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے پاس ایک سال ہے، پانچ اجلاس ہیں، ہمیں جلدی جلدی تمام حکمت عملی کا تعین کرنا ہے، تمام policies دینی ہیں تاکہ ہم کسی سمت کی طرف جائیں، کسی direction کی طرف move کریں۔ اس طرح ہم delaying tactics کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ جناب والا! اس Calling Attention Notice میں ایک ایسی حکمت عملی کا تعین کریں گے جس سے اس پارلیمنٹ کی بالا دستی ہو، اس پارلیمنٹ میں تمام علاقوں سے لوگ آئے ہیں، وہ ہماری policies کی بنیادوں پر جو Bills and Resolutions لائیں گے، ہم ان کی

support کریں گے۔

جناب سپیکر! میں حکومت کی طرف سے اس Calling Attention Notice کے بعد آپ کی اجازت سے ایک resolution پیش کرنا چاہوں گا۔

> "This House is of the opinion that provinces should be demarcated on administrative basis rather than linguistic in order to ensure improve governance within the country"

Mr. Fahad Mazhar Ali: Sir, will you please give me a chance to speak before putting forward of resolution? I want to speak on Calling Attention Notice.

Mr. Speaker: But you were not part of the speakers. The movers had explained and on a Calling Attention Notice

اتنا ہی بولا جا سکتا ہے، you can not really go on, میں نے تو ویسے ہی موقع دے دیا تھا کہ آپ لوگ بھی کچھ بولیں۔ آپ دوسری resolution پر بات کر لیں۔

جناب فہد مظہر علی: جناب سپیکر! وہ اس سے تھوڑی سی difference ہے۔

جناب سپیکر: نہیں more or less یہ ایک ہی چیز ہے اور آپ اس difference کو تھوڑا سا twist کر لیں۔ ٹھیک ہے۔

RESOLUTION

Mr. Speaker: The resolution moved by Ms. Mehreen Syeda, Syed Shah Haider and Mr. Muhammad Hammad Malik that:

> "This House is of the opinion that in principle we agree that there is need for new provinces to be carved our including the issue of tribal areas with relevance to our federal state structure but at this point in time this point in time this ongoing debate about new provinces would be fruitless, keeping in view the volatile situation in tribal areas, KPK, and Balochistan. Moreover, this House emphasizes to consolidate the existing federal state structure, in line with 18th Constitutional Amendment, before launching into the process of formation of new provinces".

یہ resolution moved کی گئی ہے، جو اراکین اس کی حمایت اور مخالفت میں بولنا چاہتے ہیں، مجھے نام دے دیں، so that we would discuss this. آپ شروع کریں۔

جناب فہد مظہر علی: شکریہ جناب سپیکر! مجھے پہلے Calling Attention Notice پر بولنے کا موقع نہیں ملا، میں چاہوں گا کہ پہلے اس پر تھوڑی سی بات کرلوں۔ ہم تو وزیراعظم

صاحب سے شروع سے ہی کہتے رہے ہیں اور ہماری پارٹی کا موقف بھی یہی ہے کہ اس Calling Attention Notice میں بارہا یہ چیز بیان کی گئی ہے کہ پاکستان میں لوگوں کو empower کیا جائے، ان کو justice and development ان کے doorstep پر پہنچائی جائیں۔ Yes, we agree in principle that new provinces بننے چاہییں اور definitely ضرور بننے چاہییں۔ اس کے لیے ہمیں اس چیز کو compare کرنا کہ انڈیا میں کتنے ہیں، ایران میں کتنے ہیں، بنگلہ دیش میں کتنے صوبے ہیں or whatever دیکھا جائے تو امریکہ میں fifty states ہیں تو اسے comparison کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ دین حق نہیں ہے کہ جس کو ہم اپنا ایک کامل نمونہ بنا کر اس پر عمل کریں گے۔ We have parliamentary system in Pakistan in place but our parliamentary system can not be compared with the Britisher. ادھر ہمیشہ سے وہ dysfunctional رہا ہے، اس نے صحیح طریقے سے کام نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے اپنے ملک میں جو prevailing situation ہوتی ہے اس کے مطابق آپ کو اپنے system and working کو define کرنا ہوتا ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں کہ لوگوں کو justice فراہم کی جائے، ان کے لیے development کے کام ہوں اور انہیں decision making میں access دی جائے جبکہ ہم یہ بھول رہے ہیں کہ لوگوں کی اپنی کیا demands ہیں؟ جناب والا! جو لوگ KPK صوبے میں ہزارہ صوبے کی demand کرتے ہیں، جب خیبر پختونخوا کا فیصلہ لیا گیا تو اس سے پہلے جو proposed name Pakhtoonkhwa, افغانیہ اور ایک دوسرا نام جو propose کیا گیا تھا۔ میں اس ایوان سے پوچھتا ہوں، آپ سب یہاں بیٹھے ہیں اور میرا یہ بھی ماننا ہے کہ یہ یوتھ پارلیمنٹ intellectually and IQ Level میں کافی بہترین ہے۔آپ بتائیں کہ وہاں کے لوگو ں کی یہ demand لسانیت کی بنیاد پر نہیں تھی؟ کیا اس وقت کسی نے سوچا کہ KPK میں ڈیرہ اسمعٰیل خان ڈویژن بھی موجود ہے جہاں پر زیادہ بولی جانے والی زبان سرائیکی ہے، consensus develop کیا گیا، ساری پارٹیوں کو on board لیا گیا اور ہمیں تو ارمان اس بات کا ہے کہ اس میں جن سیاسی لیڈروں کوon board لیا گیا تھا، وہاں پر ہمارے علاقے سے elect کیے گئے لوگ بھی گئے ہوئے تھے لیکن انہوں نے وہاں پر rightsکو preserve نہیں کیا اور true representation نہیں کی۔ نہ صرف ڈیرہ اسمعٰیل خان اور پشاور کو دیکھ لیں، پشاور کے علاقے کی مادری زبان ہندکو ہے، کوہاٹ کی مادری زبان ہندکو رہی ہے اور تاریخی طور پر بھی دیکھیں کہ پشتون majority جو آج پشاور میں inhabit کرتی ہے یا ان علاقوں کو وہ یوسف زئی ہیں اور اگر آپ یوسف زئی کو historical inhabitant دیکھتے ہیں کہ وہ کہاں کے تھے تو

وہ وقت کے ساتھ ساتھ more or less Afghanistan سے نیچے آتے گئے، جو terrains اور جو میدانی علاقے ہوتے ہیں جب صدیوں بعد ان علاقوں کے resources exhaust ہو جاتے ہیں تو ان لوگوں کو وہاں سے آگے move کرنا پڑتا ہے اور انہوں نے کیا ہے۔ میں خود بذات خود عرب ہوں لیکن atrocities ہوئیں جو بھی ہوا ، ہمیں وقت کے ساتھ اپنی جگہ چھوڑ کر آنا پڑا، لوگوں نے accept کیا اور ہم نے آکر اس علاقے کو own کیا، I am proud to be a Seriaki speaking person from KPK.

ہم صوبہ بنائیں گے بلکہ ایک نہیں زیادہ صوبے بنائیں گے، مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ ہم لوگوں کو right دینا چاہتے ہیں، ان کو empower کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ایک کھوکھلا صوبہ بنائیں گے جو صرف اور صرف عمارت کو پیش کرے گا اس کے اندر رہنے والوں لوگوں کو نہیں۔ آج میں یہ سب سے پوچھتا ہوں کہ define کرنے کا یہ کیسا طریقہ ہے کہ صوبے اس طرح بننے چاہییں۔ آپ مجھے بتائیں کہ جب پنجاب صوبے کا نام آتا ہے تو کیا اس سے Punjabi ethnicity سامنے نہیں آتی کہ پنجاب کے رہنے والے لوگ پنجابی زبان بھی بولتے ہیں۔ آپ بلوچستان کو دیکھ لیں جب اس کی بات ہوتی ہے کہ بلوچ جس علاقے میں رہتے ہیں، وہ ان کا علاقہ ہے۔ آپ سندھ کو بھی دیکھ لیں ہم مسلمان خیر 712عیسوی میں آئے لیکن سندھ تو اس سے بھی پہلے exist کرتا ہے، اس کی پانچ ہزار سال کی تاریخ ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ایک اکیلی چیز رکھ دینی چاہیے کہ ایک group جن کے tribes similar ہوں گے، جن کی nationality similar ہو گی۔

One honourable Member: Sir, point of order.

Mr. Speaker: Yes.

One honourable Member: Sir, I would like to state that Punjab is not an ethnic name, the name describes for the five rivers.

جناب فہد مظہر علی: لیکن زبان کا نام تو پنجابی ہے۔ یہ perception تو ہے کہ گلاس آدھا خالی ہے اور آدھا بھرا ہوا ہے، آپ اس کی جو بھی modification کرنا چاہیں، میں بھی کر سکتا ہوں۔ جناب والا! میں آپ کو یہی بات بتا رہا ہوں کہ جو ہزارہ کے لوگ ہیں وہ صرف اور صرف ہندکو speaking لوگ ہیں، ان کیgrievances یہی ہیں۔ میں یہی تو بات کر رہا ہوں کہ آپ لوگوں کی demand کو cater کریں-If they are demanding کہ ان کے ساتھ discrimination ہو رہی ہے وہ لسانیت کی بنیاد پر ہو رہی ہے یا وہ کسی ethnic group سے تعلق رکھتے ہیں، اس

وجہ سے ہو رہی ہے، آپ اسے address کریں، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اسے صوبہ بنا دیں یا آپ اس طرح کی situation کھڑی کر دیں لیکن ان کی particular demand cater ہونی چاہیے۔ آپ inclusive policy بنائیں، آپ نے جو بھی decisions لینے ہیں وہ inclusive ہوں، ان پر bar لگا دی جائے کہ نہیں یہاں ہم administration کے علاوہ tilt نہیں ہوں گے، ہم اس point سے side پر نہیں ہوں گے تو اگر آپ اس پر consensus develop کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کہوں گا کہ rather taking to the administration basis آپ اسے تھوڑا سا broader کردیں، جیسے وہاں پر resources کی بات ہوئی، yes, we agree that resources ہونے چاہییں۔ آپ ethnicity کی بات کرتے ہیں، آپ cluster of ethnicity کی بات کریں۔ Yes, we agree on that, this is cluster. Over the بلوچستان میں پشتون، براہوی، بلوچ سب مل کر رہ رہے ہیں، years جب بلوچستان کا نام لیا جاتا ہے تو definitely ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ بلوچستان، مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ 'ہاں' اس میں پٹھان رہتے ہیں، بلوچ رہتے ہیں، براہوی رہتے ہیں، ہزارہ رہتے ہیں۔ مجھے پتا ہے اور یہ لوگ اس وقت بھی پہنچانتے تھے جب صوبے کا نام NWFP تھا، پوچھنا تو یہ چاہیے کہ آپ نے اس کا نام کیوں خیبر پختونخوا رکھا؟ اس کا مطلب ہے کہ ethnicity, linguistic یہ بھی بنیادیں ہوتی ہیں۔ انڈیا میں گجرات صوبہ بنا ہے، بلوچستان کے نام سے ایران میں بھی تو صوبہ موجود ہے تو جو لوگ جس ethnicity کے ہوں گے آپ کو ان کو بھی include کرنا پڑے گا۔ آپ mechanism پر بھی بحث کر سکتے ہیں، آپ resolution لے کر آئیں، deliberations ہو سکتی ہیں۔ میرا صوبوں پر یہ point of view تھا۔

جناب والا! اب اس resolution کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! اس پر stance یہ ہے کہ May 02, کا واقعہ ہوتا ہے اور All parties conference بلا ئی جاتی ہے، بلوچی بلوچستان کی situation پر حیران رہ جاتے ہیں کہ وہ بھی اس ملک کے رہنے والے لوگ ہیں کہ آپ نے agenda دیا، in camera session کروا رہے ہیں، ISI and Military نے اس واقعے پر جوابات دیے۔ Why the Balochistan issue is not included? اسے بھی تو include کرنا چاہیے تھا۔ آپ کی ایسی پالیسیاں ملک میں چل رہی ہیں کہ آپ urgent basis پر Rescue 1122, 15, بنے ہوئے ہیں، آپ issues کو resolve کرنے کی طرف چلے جاتے ہیں، ان کے long term effects کو negate کیا جاتا ہے، ان کو نہیں دیکھا جا رہا۔ کیا یہ selfishness نہیں ہو گی؟ کیا مستقبل میں لوگ مجھے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ کے ایوان نے اس وقت کیا فیصلہ کیا جب گلگت بلتستان میں لوگوں کو قتل کیا جا رہا تھا؟ یہ آسمان پوری دنیا کے لوگوں کے لیے ہمیشہ بارشوں کی

صورت میں رحمتیں برساتا رہا ہے، فاٹا میں ان لوگوں پر گولے برس رہے ہیں اور آج آپ یہاں بات کرتے ہیں کہ صوبے بنا دیے جائیں، administrative basis پر، لسانیت کی بنیاد پر۔ میں کبھی اس بات پر agree ہی نہیں کر سکتا ہوں اور اس پارلیمنٹ کا ممبر ہونے کے ناطے بھی یہ میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس چیز کو لوگوں کی آگاہی میں لے کر آؤں کہ ابھی اس راستے پر لے کر جانا جہاں ملک extremism, regionalism, sectarianism کا شکار ہے، ہماری hostilities ہیں، ہمارے ساری سرحدوں پر، آپ Eastern side دیکھ لیں،Western side دیکھ لیں، ہم ایک ایسے geo-political great game میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ہمیں اسے cater کرنا ہے، اسی چیز پر ہماری internally tussle چل رہی ہے، کراچی میں جو situation ہے، لوگوں کے بچے اپنے والدین کو صبح جاتے ہوئے دیکھتے ہیں اور بعد میں ان کی زندہ سلامت واپسی کی دعا مانگ رہے ہوتے ہیں۔ پنجاب میں industry بیٹھ گئی ہے، energy crisis ہے، لوگوں کے گھروں میں چولہے نہیں جل رہے اور میں یہاں اپوزیشن لیڈر ہو کر یہ demand کر رہا ہوں کہ administrative and linguistic basis پر آپ صوبے بناتے جائیں لیکن جو مسائل ہیں ان کو رہنے دیں، because we have to conclude, give solution to the problems facing Pakistan in 25 days of Youth Parliament Sessions. یہ کوئی excuse نہیں ہوسکتا اور میں اس پر کبھی ساتھ نہیں دوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ مہرین سیدہ صاحبہ۔

محترمہ مہرین سیدہ: شکریہ جناب سپیکر: پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ آپ نے اس بات کو بہت اچھے انداز سے بیان کیا اور دوسری چیزمیں Blue Party سے یہ کہنا چاہوں گی اس بات پر مزید بحث کرنا یا conflict کھڑا کرنا، ہم بھی اس بات سے agree کر رہے ہیں کہ صوبے بننے چاہییں، ہم اصولی بنیادوں پر agree کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے واقعی کچھ مسائل ایسے ہیں جنہیں دیکھا جائے۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بعض اوقات حکومت ناکام ہو رہی ہوتی ہے تو وہ لوگوں کی توجہ دوسرے مسائل کی طرف مبذول کرانے کے لیے بھی عوام کے سامنے کچھ نئی چیزیں لے آتی ہے۔ آپ سب نے سنا ہو گا کہ ہمارے محترم صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب نے سرائیکی صوبے کی بات کی ہے۔ ٹھیک ہے نئے صوبے بنیں، اب وہ یہ بات کہتے ہیں کہ یہ چیز ان کے منشور کا حصہ ہے،اب ان کی حکومت جانے والی ہے اور وہ اسی حکومت کے دوران نئے صوبے بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ لوگ اس بات کو بھی تھوڑاanalyze کریں اور سوچیں کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حکومت بالکل ناکام ہے۔

اس حکومت کی پچھلے چار سالوں کی کارکردگی آپ کے سامنے ہے، جب عوام ان چیزوں پر بولنا شروع کرتے ہیں تو ان کی توجہ ہٹانے کے لیے بھی بعض اوقات ایسی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔

جناب والا! میں پھر اپنی بات کی طرف آؤں گی کہ صوبے بنیں لیکن پورے homework کے بعد، باقاعدہ planning بعد، آپ چیزوں کو divide کرنے کے لیے solution نہیں دے سکتے ، آپ کو صرف زمین کا ٹکڑا نہیں لینا، زمین کے ٹکڑے پر پہلے کچھ planning کرنا ضروری ہے کہ آپ ہر صوبے کے لیے planning کریں کہ پنجاب میں نیا صوبہ بنے، بلوچستان، سندھ یا KPK جہاں بھی نیا صوبہ بنے ہر صوبے کے پاس جو existing وسائل ہیں، انہیں منصفانہ بنیادوں پر تقسیم کریں، اثاثوں کی تقسیم برابری کی بنیاد پر کریں، ہر چیز کو برابرتقسیم کریں اور نئے صوبے بنائیں لیکن proper planning and homework کے بعد۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سید شان حیدر صاحب۔

Syed Shah Haider: Firstly, I will make myself clear here that I endorse the idea that new provinces be formed and I would further stress on it that our party is not against the demarcation of new provinces. We also believe that issue of Tribal Areas be sorted out with relevance to our federal state structure. Further, I believe that ongoing debate on new provinces would be futile in view of the prevailing ambiguous political situation which has been played terrorism, extremism, sectarianism and regionalism. Because such a move will aggravate aforementioned conflicts and will encourage extreme nationalist forces which are working for arrangements outside the scheme of constitution. Moreover, in the light of the 18th Constitutional Amendment, we first need to consolidate the existing federal state structure.

Before pursuing the debate on new provinces, at first we have to think of true democracy and then demarcation. As we know that we are not politically mature enough to restructure Pakistan on basis of politics. Democracy is the real panacea to all problems. History has witnessed that an era of dictatorial rules has hampered the demarcation as well as decentralization process in Pakistan. In addition this ongoing debate on new provinces is merely a political stunt.

Mr. Speaker: I would like the attention of the House towards important point that

why this demand of demarcation is on spotlight? Why some factions are thinking to restructure historical edifice of Pakistan? Why this ongoing debate on new provinces? Why FATA and Hazara issues? Why Siraiki province? Why these demands now? As far as I can conceive this is due to sense of deprivation among people of these areas, people of these areas are not given fundamental rights. Decentralization has not taken place practically. We still see centralization in existing provinces. Though, we have granted provincial autonomy to these provinces in 18th Amendment but provincial governments have failed to conduct elections of local governments. They have failed to protect rights of people. There is sense of insecurity prevailing all around. We all seem in haste. We are overlooking prevailing crisis. We are negating our core issues. We have ceased to ponder our ongoing conflicts. Judicial, executive and legislation role is not clear. Centre is not giving rights to the people. Electoral process is not transparent. Parties still maneuvering elections. My question, is our people free to cast vote without an influence? Is accountability of politicians there? Is federal state structure fully at stand? Our agencies are running under the control of government. Moreover, the things which are embedded in Constitution are they being validated? Is Council of Common Interests actively pursuing its role? Then the economy is crippling down, we have not a sound economic structure yet, so, it is economical feasible. The question here is that Bahawalpur and Hazara have resources or not? But point is either state structure can support it? Is there trust among provinces? Is there any consensus among provinces on energy, water and other issues? But things are beginning to change as you all are well aware of activation of Supreme Court. Supreme Court's petitions relating to parties expenses and role of agencies, relating to missing persons are being heard. Though, there is tussle going on between executive and judiciary but things are going towards normality as both are defining their roles.

Mr. Speaker: I would like to end this debate with a conclusion that in the light of all mentioned issues, we believe that provinces at large are not viable now. My contention is that need is there but for the time being federal state structure be consolidated and for this we need a holistic and pragmatic approach. Thank you.

Mr. Speaker: Hassan Ashraf.

جناب حسن اشرف: جناب سپیکر! یہاں پر صوبوں کی تقسیم پر تو سب رضا مند ہیں،

کوئی کہتا ہے کہ میں بلوچ ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میں پنجابی ہوں، کوئی اپنے آپ کو سندھی کہتا ہے لیکن پاکستانی بولنے والے کم ہیں۔ اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ صوبوں کی تقسیم ابھی نہ کریں اور نہ ہی اس پر discussion کریں۔ پارلیمنٹ کا کام یہ نہیں ہوتا کہ ایک مسئلے کو لے کر بیٹھ جائے، پارلیمنٹ کا کام یہ ہے کہ سارے مسائل اکھٹے لے کر چلے۔NWFP صوبے کا نام تبدیل کرنے میں اس ملک کے ساٹھ سال لگ گئے ہیں۔ ہم کیا چاہتے ہیں کہ نئے صوبے بنانے کے لیے ، لوگوں کو حقوق دینے کے لیے پھر ساٹھ سال لگ جائیں۔ ہماری پارٹی regional autonomy پر believe کرتی ہے، ہم صوبے بنائیں گے، ہنگامی بنیادوں پر بنائیں گے۔ ایک بھائی نے پنجاب کی بات کی کہ پنجاب میں پنجابی رہتے ہیں، سرائیکی بھی رہتے ہیں اور دوسری اقوام بھی رہتی ہیں۔ انہوں نے نام پر بھی بات کی، میں تو کہتا ہوں کہ صوبے کو توڑ دیں، اس کا نام بھی تبدیل کر دیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پنجاب کا نام کیسے تبدیل کرسکتے ہیں کیونکہ majority پنجاب سے ہے تو میرا پنجابی parliamentarians کو پیغام ہے کہ

'پنجاب ٹٹن توں، پنجاب دا نام تبدیل ہون تو پنجابی زبان نہیں مکدی، پنجابی زبان پاکستان بنن توں پہلے وہ سی، اج وی اے،

پنجاب دا نام تبدیل کرن یا ٹٹن توں بعد بھی پنجابی زبان رہسی'

بات یہ نہیں ہے کہ ہم ابھی یہ کام نہیں کر سکتے، صرف مستقل مزاجی، ہمت اور جذبہ چاہیے ہوتا ہے، کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا اور میں اس پارلیمنٹ میں یہ جذبہ دیکھتا ہوں۔ ہم یہ کام کریں گے اور ہنگامی بنیادوں پر کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں Youth Parliament کی majority بھی چاہیے، اس لیے

I request this Parliament to give consideration and approve the division of provinces on administration basis as urgent and as soon as possible. Thank you.

Mr. Muhammad Taimoor Shah: Mr. Speaker, point of order.

Mr. Speaaker: Yes.

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ جناب سپیکر! محترم حسن صاحب نے یہاں پنجاب کے بارے میں بہت جذباتی بات کی ہے۔ جناب والا! پنجاب درمیان میں کہاں سے آ گیا؟ آپ نے پنجاب کے کتنے صوبے بنائے ہیں؟ لوگ پنجاب میں نہیں مر رہے جتنے پنجابیوں کو بلوچستان میں مارا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جناب عبیدالرحمٰن صاحب۔

جناب عبیدالرحمٰن: شکریہ جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ ہمیں بہت سے challenges کا سامنا ہے جس کی وجہ سے ہم لسانیت یا administrative issue discuss نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آج حزب اختلاف کو اپنی party policy میں وہ تمام باتیں بتانی چاہیے تھیں کہ ہمیں یہ مسائل درپش ہیں۔ اگر ان مسائل کو میں discuss کروں گا تو وہ کون سے مسائل ہیں جن کا پاکستان کو سامنا ہے؟ ہم Southern Punjab belt میں دیکھتے ہیں کہ وہاں پر extremism موجود ہے، یہ وہاں کیوں موجود ہے کیونکہ ہم نے وہاں اپنی investment نہیں کی، ہم نے وہاں پر resources فراہم نہیں کیے، ہم نے education structure develop نہیں کیا۔ وہ حصہ وفاق یا پنجاب کی centralized authority سے دور ہے۔ اس وجہ سے وہاں پر extremism موجود ہے۔ اس وجہ سے پاکستان میں مسائل نظر آتے ہیں۔ ان مسائل کا کیا حل ہے؟ ان مسائل کا حل یہ ہے کہ وہاں پر administrative structure فراہم کیا جائے۔ ان کو صوبوں کا structure دیا جائے، ان کو administratively divide کیا جائے۔ اسی طرح دوسرے مسائل مثلاً funds distribution کا مسئلہ ہے کیونکہ funds distribute نہیں ہو رہے۔ ہم لوگوں کو یہ دیکھنا چاہیے کہ کیوں Southern Punjab کو developmental funds نہیں مل رہے جو ان کا حق بنتا ہے۔ یہ اس وجہ سے نہیں مل رہے کہ وہ centre سے دور ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس وجہ سے وہاں پر deprivation بھی ہے اور وہ بہت ساری غیر آئینی activities میں بھی involve ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ethnocentric politics بھی تمام کی تمام صرف اس وجہ سے ہو رہی ہے کہ کیونکہ ہم نے ان کو ان کے حقوق نہیں دیے اگر ہم ان کو administratively divide کر دیتے، کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا، انہیں یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ آپ صرف ethnicity پر divide نہیں کر سکتے، ہم باشعور اور باعقل لوگ ہیں، ہم administratively and ethnically بھی divide کر سکتے ہیں۔ اگر آپ نے انہیں ethnically divide کرنا ہے تو ہمیں پتا ہے کہ Southern Punjab کا کس طریقے سے اتنا portion بنایا جائے کہ وہ administratively بھی viable ہو۔ میری contention یہ ہے کہ پاکستان کے مسائل اس وجہ سے ہیں کیونکہ ہم نے ان علاقوں کو ان کے حقوق نہیں دیے نہ کہ یہ کہنا کہ ہم پہلے مسائل حل کریں گے اور اس کے بعد divide کریں گے، یہ کسی بھی صورت viable approach نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ڈرنا نہیں چاہیے کہ صوبے کم ہو جائیں گے، زیادہ ہو جائیں گے، یہ ہماری contention نہیں ہونی چاہیے، ہماری contention یہ ہونی چاہیے ہے کہ

او وہ اسی صورت میں ہو maximum welfare to the maximum number of people in Pakistan گا جب تمام لوگوں کو سنا جائے گا، ان کے حقوق بروقت فراہم کیے جائیں گے، انہیں postpone نہیں کیا جائے گا۔ ہر باشعور آدمی یہ جانتا ہے کہ administrative structure develop کرنے کے بعد ہی authority transfer کی جاتی ہے جو نئے صوبے بنتے ہیں وہاں دارالخلافہ بنایا جاتا ہے، وہاں کےadministrative divisions کو establish کیاجاتا ہے، وہاں کی Ministries کے دفاتر بنائے جاتے ہیں۔ بات یہ نہیں ہے کہ فوراً ہی صوبہ کاٹ دیا جائے گا بلکہ یہ ایک proper process ہے اور اس کو ابھی سے شروع ہو جانا چاہیے، چاہے پہاڑ گرتا ہے تو گرنے دیں لیکن پاکستان کے مسائل کا حل administratively divide کرنے میں ہی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سراج الدین میمن صاحب۔

جناب سراج الدین میمن: شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے Green Party کی طرف سے ایک معزز ممبر نے یہ کہا کہ جو نئے صوبے بن رہے ہیں، ان پر بات کی جا رہی ہے اورpolitical scoring کے لیے ہو رہی ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ پاکستان میں کہیں ایک کلومیٹر کی سڑک بنتی ہے اور اس پر جو تختی لگتی ہے وہ بھی political scoring کے لیے ہوتی ہے، ایک ہسپتال بنتا ہے وہ بھی political scoring کے لیے ہوتا ہے۔ ابھی جو energy crisis چل رہا ہے وہ بھی political scoring پر چل رہا ہے۔ کیا ہم political scoring کے معاملے میں پڑتے ہوئے کسی بھی صوبے کے لوگوں کے حقوق کی real demands کو چھوڑ دیں اور سوتے رہیں؟ ہمارے ملک میں political scoring no doubt ایک negative issue ہے لیکن کیا اس کو ہی بنیاد بنا کر ہم ان کے rights کو کچلیں، ان کی آواز کو دبائیں، ان کے local government system کو مزید improve نہ کریں، ان کے development structure کو improve نہ کریں؟ جہاں تک یہ بات کی گئی کہ ابھی حالات صحیح نہیں ہیں، ملک میں terrorism ہے، ملک extremism کا شکار ہے اور political instability ہے، ہماری democracyابھی weak ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری پارٹی کا یہ موقف ہے کہ ہم نے یہاں کوئی timeframe set نہیں کیا، ہم یہاں پر صوبوں کے حوالے سے discuss کر رہے ہیں جو اس وقت ایک issue ہے لیکن یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ہمیشہ پاکستان کے صوبے چار ہی رہیں گے، who knows that Bangladesh علیحدہ ہو جائے گا؟ 1947 میں تو سب یہی کہہ رہے تھے کہ بٹ کے رہے گا ہندوستان، بن کے رہے گا پاکستان، اسی کو دیکھیں کہ two nation theory کا کیا ہوا؟ آپ چاہ رہے ہیں کہ سرائیکی خطہ یا Southern Punjab میں یا کسی اور

صوبے میں ان کی آواز کو بنگلہ دیش کی آواز کی طرح کچلیں تو پھر وہی حالات ہو جائے گی۔ آپ کم از کم ان کی داد رسی کریں، دادرسی ایسی ہو کہ آپ انہیں executive authority دیں، یہاں timeframe کی کوئی بات نہیں ہے، it will take ten years, twelve years, یہ پورا process ہوتا ہے، funding ہوتی ہے اور اس کے لیے ایک board بیٹھتا ہے۔

جناب والا! آخر میں ایوان سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ صوبوں کی بات ہو رہی ہے، یہ timely ہے، یہ issue کیوں چل پڑا کیونکہ ہمارے ہاں میڈیا زیادہ آزاد ہو گیا ہے، لوگوں کے پاس information زیادہ ہے اور لوگوں کی آوازیں پہلے صرف print media تک آتی تھیں یا کچلی جاتی تھیں، اب وہ زیادہ اوپر آ رہی ہیں لیکن صوبوں کی یہی demands 60s 70s سے آ رہی ہیں، یہ آج کی demands نہیں ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپوزیشن لیڈر فہد صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے intentionally or unintentionally وہی بات کی اور ہمارے ہی اس Calling Attention Notice کو follow کیا ہے جو بات وزیراعظم صاحب نے بھی کہی کہ نئے صوبے بننے چاہییں لیکن جو issues انہوں نے بتائے ہیں کہ ان کے بارے میں دیکھنا چاہیے کہ وہ مسائل کیوں پیدا ہوئے؟ پاکستان کو بنے تقریباً پینسٹھ سال ہو گئے ہیں، ایک المیہ ہے کہ صرف پاکستان کی آبادی بڑھ رہی ہے جبکہ رقبہ نہیں بڑھ رہا۔ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے، comparatively Punjab کی آبادی سب سے زیادہ ہے، 44% of the land Balochsitan کے پاس ہے، باقی لوگ پنجاب اور دوسرے صوبوں میں رہ رہے ہیں تو صرف نئے صوبے بنانا first step ہے۔ اس کے بعد demographic change بھی آئے گی ، لوگ towards Balochistan move کریں گے.because they own the 44% of land نئے صوبے بنیں گے، change آئے گی لیکن جو مسائل ہیں میں ان کی طرف اپوزیشن کے تمام ممبران کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ مسائل کیوں پیدا ہوئے؟ ہمیشہ مسائل تب ہی پیدا ہوتے ہیں جب کوئی specific area ignore کیا جاتا ہے۔ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں بیٹھ کر یہ ممکن نہیں ہے کہ پنجاب کی تمام آبادی کو control کیا جاسکے۔ کراچی میں بیٹھ کر it is not possible to control Interior Sindh. کوئٹہ میں بیٹھ کر تمام بلوچستان کو control نہیں کیا جا سکتا۔ KPK میں بھی same situation ہے۔ اب FATA والے بھی آہستہ آہستہ آواز اٹھا رہے ہیں کہ ہمیں بھی صوبے کی طرف لے کر جایا جائے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں کہ کسی بھی صوبے میں human

rights نہیں ہیں۔ کرپشن بڑھتی جا رہی ہے، what is the source of economy? Revenue کیسے generate ہو گا؟ جب administrative reforms نہیں آئیں گی، جب ایک صوبے کے چھتیس سینتیس اضلاع ہوں گے، انہیں control کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ جب ایک صوبہ ہو گا، ایک عدالت ہو گی، جب ہر صوبے کو مزید divide کیا جائے گا تو عدالتیں بھی بڑھیں گی، عام آدمی تک انصاف تک پہنچے گا۔ میڈیا کی approach عام آدمی تک ہو گی۔ جس طرح مہرین نے کہا کہ لوگوں میں sense of deprivation پیدا ہوئی ہے تو یہ نئے صوبے بنانے سے ہی آہستہ آہستہ ختم ہو گی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ان تمام چیزوں کو long term لے جائیں تو جس طرح حسن صاحب نے کہا کہ صرف ایک صوبے کو نام دینے میں ساٹھ پینسٹھ سال لگے گئے۔ ہمارے ملک کا یہ المیہ ہے کہ جو لوگ اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ politicize کرتے ہیں، ہمارے sentiments سے کھیلا جائے گا کہ بلوچ قوم ٹوٹ جائے گی، پنجابی قوم ٹوٹ جائے گی، ایسا کچھ نہیں ہے، پڑھے لکھے لوگ چاہتے ہیں کہ administrative basis پر نئے صوبے بنیں اور ہم یہ نہیں کہہ رہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ اسی حکومت میں ایک سال کے اندر صوبے بنیں گے، we are not saying this, Blue Party تو یہ بات نہیں کہہ رہی بلکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ near about five years, there should a plan اور ہمارے پاس plan موجود ہے، ہم administrative basis پر ہی بات کر رہے ہیں۔ نئے صوبے بننے چاہییں and this is the solution of all evils in Pakistan. Demarcation of more provinces not even four, five six، پاکستان میں تمام بیماریوں کی یہی solution ہے، اس کے علاوہ solution نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب نجیب بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: شکریہ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ باقی ممبران کی طرف سے بڑی اچھی گفتگو ہو رہی ہے۔ اس مسئلے پر میں جو point of view پیش کر رہا ہوں شاید اس پر ابھی تک کسی نے بات نہیں کی ہے۔ پاکستان کا جو parliamentary system ہے، اس میں سینیٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو آپ کے چھوٹے صوبوں کو ایک cover provide کرتا ہے کیونکہ جب آپ کے National Assembly میں money bills pass ہوتے ہیں تو وہاں پر پنجاب کے MNAs کی majority ہے، باقی صوبوں کے لوگ کم ہیں، ہمارے صوبے بلوچستان کے تو 5% بھی نہیں ہیں لیکن in case of Constitutional amendments and other legislation Senate ایک ایسا ادارہ ہے جہاں provincial or federating units کی equal representation ہے جب آپ صوبوں کو either on administrative basis or linguistic basis divide کریں گے، مثال کے

طور پر آپ نے پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور سینیٹ میں پنجاب کی 25 seats زیادہ ہو گئیں۔ اب اس وجہ سے باقی صوبے پہلے سے زیادہ مشکل میں پڑ گئے، اب وہ پنجاب کا کوئی Bill روک ہی نہیں سکتے، وہ compete ہی نہیں کر سکتے، آپ نے پنجاب کو اور زیادہ بالادست بنا دیا۔ پنجاب قومی اسمبلی میںpopulation basis پر ویسے ہی بالادستی کر رہا ہے،آپ سینیٹ میں بھی بلوچیوں، پشتونوں اور سندھیوں کا حق ماریں گے۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! .Point of order

جناب سپیکر: جی۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! اگر پنجاب میں نئے صوبے بنا دیے جائیں گے تو پھر وہ پنجاب نہیں رہے گا بلکہ وہ نئے صوبے بن جائیں گے۔

جناب نجیب عابد بلوچ: آپ یہ صوبے administrative basis پر بنائیں گے اور اس میں جو MNAs and Senators elect ہوں گے وہ پنجابی ہی ہوں گے۔ پاکستان کے 1973 کے آئین میں 1947 میں شامل ہونے والے صوبوں کے parameters کو ensure کیا تھا کہ یہ ان کے rights ہیں اور آپ انہیں change نہیں کر سکتے۔ اگر میں particularly Balochistan کی بات کروں تو بلوچستان میں insurgency چل رہی ہے، بلوچستان ایک انتہائی نازک موڑ پر ہے۔ آپ نے Gwadar Mega Project start کیا، آج اس کے نتیجے میں یہ insurgency start ہوئی ہے۔ Gwadar Mega Project کا یہ scene تھا کہ وہاں لوگوں کو یہ feel ہو رہا تھا کہ وہاں غیر مقامی افراد آباد ہوں گے، for example اگر وہاں ایک کروڑ لوگ آباد ہوئے تو بلوچ minority میں چلے جائیں گے۔ ایک گوادر کے جانے کے لیے اتنی بڑی resistance کی، آپ ہمارے صوبے کو دولخت کریں گے کیا ہم ایسے ہی آرام سے بیٹھے رہیں گے؟ بلوچ اپنے وطن کو کبھی تبدیل نہیں ہونے دے گا۔ اسی طرح سندھی دھرتی ہے، سندھ دھرتی کبھی کراچی کو تقسیم نہیں ہونے دے گی چاہے وہ اردو کی بنیاد پر ہو چاہے administrative basis پر ہو۔ اگر آپ ایسے کام کرنے جائیں گے تو سندھ میں بھی ہم سے بدتر حالات ہوں گے۔ ابھی آپ نے دیکھا ہے کہ سندھ میں جئے سندھ والوں نے freedom movement شروع کی ہے، ان کے بشیر خان قریشی کو زہر دے کر مار دیا گیا ہے، وہ انہی basis پر ہے۔ کراچی میں ایک نئے صوبے کی ہوا create کر دی گئی۔ اگر آپ کراچی کو administrative basis پر صوبہ بنا بھی دیں وہ مہاجروں کا صوبہ ہو گا، وہ administrative basis پر نہیں ہو گا، اسے linguistic basis بنائیں گے تو administrative basis پر نہیں ہو گا، آپ اسے identify نہیں کر سکتے۔ لہٰذا میری گزارش ہے

کہ آپ federating units کو اس وقت تک نہ چھیڑیں جب تک آپ نے ایک مضبوط وفاق بنائی ہوئی ہے۔ آپ مضبوط وفاق کی decentralization کی طرف جائیں، صوبوں کو resources دیں، صوبوں پر check and balance رکھیں، National Accountability Bureau کو ایسا effective Bureau بنائیں کہ صوبے اچھے طریقے سے چلنا شروع کر دیں۔ آپ پاکستان کی سینیٹ میں چھوٹے صوبوں کی نمائندگی کرنے والوں کو ensure کریں کہ there should be equal representation of nations in this country, not the people, آپ nations کو recognize کریں گے تبی sense of deprivation in Balochistan and Sindh ختم ہو سکتا ہے، otherwise, آپ ایسے اقدامات کرنے جائیں گے تو بنگلہ دیش کی مثال آپ کے سامنے ہے، آپ نے اسے accept نہیں کیا، خدارا! آپ اور بنگال بنانے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر! حسن اشرف کے ایک point پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پنجابی میں بات کی، ایک زمانے میں نواب اکبر خان بگٹی نے اردو زبان کا بائیکاٹ کیا تو تقریباً پنجاب کے سارے لوگوں نے انہیں غدار کہا لیکن میں حسن اشرف کو غدار نہیں کہہ سکتا۔ شکریہ۔

جناب عبید الرحمٰن: جناب سپیکر! .Point of order

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبید الرحمٰن: جناب والا! موجودہ بلوچستان تاریخ میں کبھی بھی ایسا نہیں تھا۔ بلوچستان کے موجودہ رقبے کے 44% حصے میں ریاستیں تھیں باقی تمام کا تمام رقبہ British Union کے اندر آتا تھا، اس میں پشین، کوئٹہ کے علاقے پشتون علاقے تھے اور وہ افغانستان سے لیے گئے تھے۔ اس طرح بلوچستان کی دھرتی کے لیے کہنا کہ اس divide نہیں کیا جائے گا یہ غلط بات ہے، بلوچستان کبھی administratively ایسا نہیں تھا۔ ایک اور اہم بات کہ پنجاب کا خوف سر پر اتنا سوار نہیں کرنا چاہیے کہ آپ کی عقل ماؤف ہو جائے - آپ نے جب divide کرنا ہے تو سرائیکی اور ethnicity پر بھی divide کریں گے۔ اس کے علاوہ یہ کہتے ہیں کہ NAB کو مضبوط کریں اور federation کو کمزور کریں۔

جناب سپیکر! آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجیب عابدبلوچ: جناب والا! میں اس پر چھوٹا سا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جناب والا! بلوچستان میں جو پشتون علاقے ہیں، ہم بلوچوں کا کبھی ان پر claim نہیں رہا ہے۔ وہ خیبر پختونخوا کے ساتھ جائیں، کہیں بھی جائیں، we are willing ہم نے اس پر کبھی claim نہیں کیا،

میرے نزدیک بلوچستان کے صرف بلوچ علاقے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب محمد ظفر صدیق صاحب۔

جناب محمد ظفر صدیق: جناب والا! میں بات تو کچھ اور کرنا چاہ رہا تھا لیکن ہوا کا رخ دیکھ کر یہ کہوں گا کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ linguistic or administrative basis پر نہیں بن رہے ہیں، سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو اس کے لیے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں $2/3^{rd}$ majority چاہیے جو کہ ابھی تک کسی پارٹی کے پاس نہیں آئی۔ اگر آج کسی پارٹی کے پاس $2/3^{rd}$ majority آجاتی تو پندرہ دنوں میں آپ جتنے صوبے کہیں گے وہ بن جائیں گے۔ میرا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ صوبےlinguistic basis پر بنیں یا administrative basis پر بنیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں جتنے بھی کام ہوتے ہیں سارے کے سارے political basis پر ہوتے ہیں۔ ہمیں یہ ensure کرنا ہے کہ جب صوبے بنیں تو سیاسی بنیادوں پر نہ بنیں بے شک administrative basis پر بنیں، بےشک linguistic basis پر بنیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ چیز ہم نے decide نہیں کرنی جو majority کہے گی وہی ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد عامر خان صاحب۔

جناب محمد عامر خان: شکریہ جناب سپیکر! اس ایوان کا یہ بہت dilemma ہے کہ اب صوبوں کی demarcation پر بھی پابندی لگائی جارہی ہے کہ discussion بھی نہ ہو، یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے۔ ابھی اپوزیشن کے ایک دوست نے بات کی کہ ہم politically mature نہیں ہیں اس لیے اس مسئلے پر بات نہ کی جائے۔ بھائی Youth Parliament of Pakistan میں ہم پورے پاکستان کی youth کے representatives ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی پاکستان کے پاس ایک vibrant media ہے۔ آپ پورے پاکستان کے rural areas میں یاکسی بھی جگہ چلے جائیں ہر آدمی کو awareness ہے، ہر آدمی سوالات کرتا ہے، ہر آدمی اب اپنا حق مانگ رہا ہے۔ اگر آپ بات کرتے ہیں کہ خیبر پختونخوا میں حالات خراب ہیں۔بلوچستان کا مسئلہ نیا مسئلہ نہیں ہے، یہ insurgency چوتھی مرتبہ کھڑی ہوئی ہے، یہ بہت لمبا issue ہے، آپ اس مسئلے کو نہ چھیڑیں۔ اگر آج بلوچستان کا مسئلہ اتنا بڑا ہو گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے rights کو deny کیا اس لیے اب وہ ہمارے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے۔ جہاں تک خیبر پختونخوا یا قبائلی علاقوں کی بات آتی ہے تو اگر ہم ان قبائلی علاقوں میں ایک code of conduct دے دیتے ہیں۔ اگر ہم خیبر پختونخوا یا قبائلی علاقوں کو buffer zone نہ بناتے بلکہ

وہاں کوئی setup رکھتے تو آج وہاں حالات خراب نہ ہوتے۔ دوسری وجہ war on terror ہے جس کی وجہ سے وہاں کے حالات خراب ہیں،جونہی امریکہ یہاں سے جائے گا تو حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

جناب والا! اس ملک میں اگر restoration of judiciary پر movements چل سکتی ہیں، اس ملک میں گیس کے مسئلے پر، energy crisis پر، youth کے issues پر، human rights پر بات ہو سکتی ہے تو نئے صوبوں پر بات کیوں نہیں ہوسکتی؟ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے جتنے بھی معزز Youth Parliamentarian from the Blue Party نے جو بھی کہا، یہ سارے جذبات کے دھارے میں بہہ گئے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ غور نہیں کیا کہ ہماری resolution کن بنیادوں پر آئی؟ اس کو لانے کا مقصد کیا تھا اور اس کو لانے کے پیچھے کیا وجوہات تھیں؟ جناب والا! یہ resolution جناب صدر زرداری صاحب کے اس بیان کے response میں آئی ہے جو انہوں نے کچھ دنوں پہلے دیا کہ ہم جانے سے پہلے لازمی صوبے بنائیں گے۔ اگر آپ دیکھیں تو حالاتِ حاضرہ کے بارے میں information نہ ہونے کی وجہ سے Blue Party بلاوجہ ہماری traditional opposing politics پر believe کر رہی ہے۔ وہ بھی وہی باتیں کہہ رہے ہیں جو ہم نے کی ہیں، صوبے ہم بھی بنانا چاہتے ہیں۔ ابھی میرے ایک معزز ممبر نے بات کی کہ آپ پانچ سالوں میں بنا لیں تو ہم نے بھی یہی بات کی ہے کہ آپ جلدی نہ کریں، آپ بعد میں بناتے رہیں۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! .Point of order

جناب سپیکر: جی۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! میں نے جو پانچ سال کی بات کی تھی وہ اپوزیشن لیڈر صاحب کے بیان کے جواب میں کہی تھی۔

جناب محمد حماد ملک: ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ کچھ وقت بعد بنا دیں۔ ابھی جو وقت چل رہا ہے اس scenario میں نہ بنائیں۔ ادھر ایک اور بات کی گئی کہ ہم بنا کر رہیں گے، ہم فوراً کر لیں گے، یہ کہنا تو بہت آسان ہے لیکن اگر ہم دیکھیں تو یہ جمہوری حکومت ہے نہ کہ dictator کی حکومت ہے کہ وہ منہ سے بات کرے گا اور صوبہ بن جائے گا۔ Blue Party کے ہی ایک ممبر نے اس پر بڑی زبردست بات کی کہ ابھی تو ہمارے پاس majority ہے ہی نہیں

کہ ہم صوبے بنا لیں جب ہمارے پاس قومی و صوبائی اسمبلیوں میں $2/3^{rd}$ majority آئے گی تو پھر ہم صوبوں کی بات کریں گے۔ اس وقت ہمارے پاس کئی اور core issues موجود ہیں۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! .Point of order

جناب سپیکر: جی۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! سندھ اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے پاس $2/3^{rd}$ majority ہے، ابھی land reforms کی legislation ہوئی تھی، Police Order Act pass ہوا تھا، ایم کیو ایم نے fully oppose کیا تھا لیکن یہ پھر بھی pass ہوگئے تھے تو اس لیے ان کے پاس سندھ اسمبلی میں $2/3^{rd}$ majority ہے۔

جناب محمد حمادملک: جناب سپیکر! یہ شاید بھول رہے ہیں کہ ابھی تک جو تین صوبے proposed ہیں، ان میں KPK and Punjab میں ہیں، سندھ اور بلوچستان میں نہیں ہیں۔ ہم اس وقت recent scenario کی بات کررہے ہیں، ہم حالاتِ حاظرہ پر بات کریں گے، اگر میں مستقبل کا سوچنا چاہوں تو نہ کبھی بنگال والوں نے سوچا تھا کہ ان کے پچاس سے زائد صوبے بن جائیں گے نہ کبھی انڈیا والوں نے سوچا تھا۔ ابھی ہمارے خیبر پختونخوا میں ہزارہ اور پنجاب میں دو صوبے ایک جنوبی پنجاب اور ایک بہاولپور ، تین صوبے proposed ہیں اور میں اسی reference میں بات کروں گا۔ جناب والا! ہماریresolution کا مقصد یہ تھا کہ ابھی صوبے نہ بنائیں جائیں یا ابھی ان کی بات نہ کی جائے کیونکہ ہم اس وقت یہ چیز afford نہیں کر سکتے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، Green Party کےمیرے معزز ممبر شان صاحب نے اس کو بڑی detail میں بتایا، میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ صوبہ بنا دینا ایسی بات نہیں ہے کہ اس نے اپنے منہ سے کہا اور صوبہ بن گیا، ہمارے صوبے کا نام NWFP سے خیبر پختونخوا کرنے میں آٹھ ارب روپے لگ گئے۔ جب آپ نیا صوبہ بنائیں گے، آپ نے اس کے لیےبہت بڑا infrastructure develop کرنا ہے، اس وقت ہمارا ملک بہت بڑے بڑے crisis سے گزر رہا ہے، چاہے وہ economic ہوں، یا چاہے وہ energy crisis ہوں بلکہ interior میں ہمارا security crisis بھی چل رہا ہے، ہم اس وقت تو ایک secure nation بھی نہیں ہیں۔ یہاں ایک اور بات کی گئی کہ linguistic or administrative basis تو جب بھی نئے صوبے بنتے ہیں اور ایک ممبر نے انڈین پنجاب کی مثال دی کہ انہوں نے اسے on linguistic basis تقسیم کیا اور اس کے پیچھے کوئی hidden Sikh cause تھی، اس کے متعلق بھی میں بتاتا چلوں کہ Punjab in 1966 linguistic basis پر into Haryana and Himachal Pardesh distribute ہوا تھا

1971 Himachal Pardesh was again distributed into three provinces, Moneypur, Tripur اور and Meghala. یہ ساری distribution linguistic basis پر ہوئی تھیں۔

ایک معزز ممبر: جنا ب والا! .Point of order

جناب سپیکر! جی۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! انڈین پنجاب کے صوبے divide تو ہوئے ہیں لیکن ان کا headquarter ابھی بھی چنڈی گڑھ ہے جبکہ وہ ابھی تک administratively ایک ہی ہیں اور منی پور، تری پورہ اور میگالیا کے علاقے North East India میں آتے ہیں، پنجاب میں نہیں آتے۔

جناب محمد حماد ملک: جناب والا! .They are in Himachal Pardesh جناب سپیکر! ادھر ایک اور بات کی گئی کہ ہمارے صوبوں کے مسائل کیونکہ ہم سب نے resolution میں مسائل کی بات کی ہے کہ پہلے مسائل ٹھیک کیے جائیں تو کچھ لوگوں نے کہا کہ جتنے بھی مسائل ہیں وہ administrative ہیں۔ اگر آپ administrative کہتے ہیں کہ جو different ethnic communities claim کر رہی ہیں، ہزارہ کہہ رہے ہیں کہ ہزارہ killings ہو رہی ہیں، پشتون کہہ رہے ہیں کہ پشتونوں کو مارا جار ہا ہے، بلوچ کہہ رہے ہیں کہ بلوچوں کو مارا جا رہا ہے تو کیا یہ administrativeمسائل ہیں یا ethnicمسائل ہیں؟ ہمارے ملک میں اس وقت جتنے بھی مسائل ہیں ان کا حل یہی ہے کہ پہلے core issues کو حل کیا جائے پھر صوبوں پر بحث کی جائے کہ آیا وہ linguistic basis پر بنیں گے یا کون سا صوبہ linguistic or ethnic basis پر بنے گا یا بعد میں کون سا صوبہ administratively بنے گا۔ اگر administratively صوبے بنانا اتنا آسان کام ہے تو آپ بھی KPK والا کام کریں کہ KPK Government نے آج صوبائی اسمبلی میں قرارداد منظور کی ہے کہ وہاں اکتوبر میں مقامی حکومتوں کے الیکشن ہو رہے ہیں۔ اگر administratively ہی کرنا ہے تو آپ فوری طور پر Local Government کے نظام کو لے آئیں، بعد میں جب آپ time frame لیں اور صوبے تقسیم کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: جناب والا! نئے صوبے وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ اس میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں وسائل کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے ہوتی ہے، کچھ ممالک میں یہ formula ہے اور کچھ میں نہیں ہے لیکن ہمیں اپنی norms, traditions and culture کو دیکھتے ہوئے کام کرنا ہوتا ہے۔ بہرحال جس طرح ہم نے کشمیر کو politically use کیا، ہم نے اپنے حصے کے کشمیر کو use کیا، انڈیا نے اپنے حصے کے کشمیر کو استعمال کیا۔ اب تک

صوبے administrative basis پر اس لیے نہ بن سکے کیونکہ وہ political will and political agenda کی بنیاد پر تھے۔ اس وقت صوبوں کو تقسیم کرنے کی ضرورت کیوں ہے میں اس کی چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ہمیں ابھی تک آٹا تقسیم کرنا نہیں آیا۔ کراچی میں ایک واقعہ پیش آیا تھا جس میں تقریباً بیس سے بائیس خواتین آپس کی بھگدڑ مچ جانے کی وجہ سے ہلاکت ہو گئی تھی۔ اگر پنجاب کی آبادی نو کروڑ ہے تو ہم ابھی تک پانچ چھ سو لوگوں میں کوئی چیز تقسیم کرنا نہیں سیکھ پائے تو نو کروڑ کی آبادی کو سستا انصاف کیسے دیں گے؟ ریاست کے اندر ریاست کے جو قوانین چل رہے ہیں ان کی کئی وجوہات ہیں جن میں پاکستان کے بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں بجلی اور دوسرے resources تو جاتے ہیں لیکن ان کے bills or taxes pay نہیں کیے جاتے تو جب ریاست کے اندر ریاست بنی ہو گی تو وہاں پر کبھی بھی امن و سکون نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! میں انڈیا کی بات کروں گا جو سب سے بڑا secular and democratic country ہے، ان کے ہاں ہم سے زیادہ sects موجود ہیں، ان کے ہاں زیادہ religious چیزیں ہیں لیکن ان کے ہاں sects کا آپس میں لڑنے کا اتنا ratio نہیں ہے جتنا ہمارا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ بہرحال ہم ایک democratic country تو ہیں لیکن جو democratic practices ہیں وہ ہمارے ہاں true نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے اوپر control نہیں ہے۔ میں اگر صرف ممبئی کی بات کروں تو اس کی آبادی چودہ کروڑ کے قریب بنتی ہے تو administratively وہ ہم سے کافی آگے ہیں، وہاں economy ٹھیک ہے، وہاں حکومت کی subsidy موجود ہے۔ جمہوری ملک میں ہر آدمی برابر حیثیت رکھتا ہے، جب تک آپ democratic practices true نہیں کریں گے، ان چیزوں کو مزید administratively divide نہیں کریں گے۔ اب جس طرح 18th Amendment میں provincial autonomy ملتی ہے، NFC Award ہوتا ہے، یہ ساری چیزیں practice ہوتی ہیں۔ ہم ابھی تک 18th Amendment کو implement ہی نہیں کر پائے ہیں، صرف کیا کیا ہے کہ ایک صوبے کا نام تبدیل کر دیا ہے، کچھ صوبوں کے spelling change کر دیے ہیں تو اب تک یہ ہماری implementation history ہے۔

جناب والا! جب ہم جمہوریت کی بات کریں گے، لوگوں کی آزادی رائے کی بات کریں گے۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! Point of order.

Mr. Speaker: Yes please.

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! ممبئی کی آبادی چودہ کروڑ نہیں بلکہ چار کروڑ ہے۔

جناب محمد عتیق: جہاں تک سستے انصاف کی بات ہے تو چاہے پنجاب کو پنجاب ہی رہنے دیا جائے، اگر اس میں چونتیس اضلاع ہیں تو ان میں کوئی ایسا انتظامی structure لایا جائے جس میں سستا انصاف مل سکے۔ ہر شخص کو سستا انصاف چاہیے، اس کو اپنا صوبہ بڑا یا چھوٹا نہیں چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ملک ریحان صاحب۔

Malik Rehan: Sir, survival in Pakistan is the biggest question of fate and luck. We are lucky that we are surviving in Pakistan.

ہم لوگ صوبوں پر بحث کر رہے ہیں لیکن اس ملک میں بدقسمتی سے نہ انصاف ہے، نہ امن ہے، نہ برابری ہے، نہ fundamental rights ہیں، نہ ہماری زندگیوں کی guarantee ہے ہماری زندگیاں at stake ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ سب سے پہلے انصاف کو ensure کرے، peace کو ensure کرے بلکہ جمہوریت کو ensure کرے بعد میں صوبوں کی بات کرے۔ جناب والا! ہماری federation میں چار صوبے ہیں، ہم ان کے حالات صحیح نہیں کر سکے جبکہ ہم سوچ رہے ہیں کہ پاکستان کو reshape and restructure کریں۔ The 1973 Constitution is the only consensus based document. It neither recognizes or foresee the further division of Pakistan into more provinces. اس میں کہا گیا ہے کہ اور صوبے نہیں بننے چاہییں۔ اس میں political ambiguities and political conflicts چل رہے ہیں، political instability ہے اور کسی کے پاس majority بھی نہیں ہے، ملک میں unity نہیں ہے اس لیے جب تک ملک میں political stability میں نہیں آتی اس process کو delay کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں more provinces creates more problems, less provinces creates less or no problems. مطلب یہ کہ جتنے صوبے کم ہوں گے اتنے کم مسائل ہوں گے۔ جناب والا! میں اس resolution کی favour کرتا ہوں، صوبے بننے چاہییں، اٹھارہ کروڑ عوام ہیں اٹھارہ صوبے بنائے جائیں، تین سو sects ہیں، تین سو مذاہب ہیں، تین سو زبانیں ہیں، ٹھیک ہے تین سو صوبیں بنائے جائیں لیکن پہلے حالات بھی دیکھیں۔

جناب سراج الدین میمن: جناب والا! Point of order.

جناب سپیکر: جی۔

جناب سراج الدین میمن: جناب والا! ان کے point of view میں ambiguity ہے، کبھی

support کررہے ہوتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ نہیں ہونے چاہییں۔ جناب والا! یہ ایک بات کریں کہ they want provinces or not? کبھی کہہ رہے ہیں کہ وقت چاہیے اور کبھی کہتے ہیں کہ injustice ہے۔ چار صوبے ہیں، سب میں problems ہیں، extremism ہے، اگر آپ ان چاروں کو ایک کر دیں تو کیا یہ چیزیں ختم ہو جائیں گے؟ At least وہ اپنے point کو clear کریں۔

ملک ریحان: مجھے سب سے پہلے ایک بات بتائیں کہ ہم لوگ باتیں کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک قوم ہیں، ہم لوگ پاکستانی ہیں، ہم پھر بھی اس کو divide کریں گے کہ ہم سندھی ہیں، اس کا ایک نیا صوبہ بنایا جائے۔ سرائیکی صوبہ بنایا جائے۔ ابھی ایک مسیحی ڈاکٹر نذیر وہ بھی کہہ رہا ہے کہ ہمیں بھی ایک کرسچین صوبہ چاہیے۔ یہاں unity کدھر ہے؟ ہمیں unity چاہیے، ہمیں ایک پاکستان چاہیے۔ بلوچ، پختون نہیں بلکہ سب سے پہلے ہمیں صرف ایک پاکستانی قوم ہونا چاہیے۔ The call for more provinces is nothing but reckless, desperation of morally bankrupt political leadership. جو corrupt ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ زیادہ صوبے بنائے جائیں تاکہ ملک میں زیادہ کرپشن ہو۔ It means to balkanize Pakistan, Pakistan کو مزید چھوٹے چھوٹے صوبوں میں تقسیم کیا جائے اور further problems create کی جائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ سارہ عبدالودود صاحبہ۔

محترمہ سارہ عبدالودود : شکریہ جناب سپیکر! اس resolution کی تیسری لائن میں لکھا ہوا ہے کہ volatile situation in Tribal Areas, اس کے ساتھ میں آپ کو ایک اور بات بتاتی چلوں، آپ کو یقیناً معلوم ہو گی کہ ساٹھ سالوں سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن قبائلی علاقوں کے لوگوں کو basic rights, appeal, وکیل اور دلیل کا کوئی حق نہیں ہے۔ جناب والا! یہ کہنا کہ صوبوں میں اضافہ کرنا چاہیے، میرے قبائلی بھائیوں کے صبر کو اور کتنا آزمایا جائے گا۔ They should also be empowered like the rest of the provinces and FCR should be replaced by PPC as soon as possible. Thank you.

جناب سپیکر: جناب گلفام مصطفےٰ صاحب۔

جناب گلفام مصطفےٰ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس forum پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میرے معزز ممبران نے demarcation کے حوالے سے بحث کی ہے۔ اس resolution کا main point جس پر صوبے بنانے پر اعتراض کیا گیا ہے وہ امن وامان کی صورت حال ہے، خاص طور پر بلوچستان، خیبر پختونخوا اور فاٹا۔ جناب والا! ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں اس وقت security کی صورت حال کو control کرنے کے لیے جو resources

چاہییں، ان میں security personnel بھی ضروری ہیں، اس میں decentralization بھی ضروری ہے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں violence ہے تو ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے وہاں پر جو بھی action ہوتا ہے، کوئی meeting ہوتی ہے، کوئی event ہوتا ہے یا اس حوالے سے کوئی conference ہوتی ہے وہ کوئٹہ تک ہی محدود رہتی ہے اور بلوچستان کے لوگوں کا یہ سب سے بڑا اعتراض ہوتا ہے کہ ہمارے جو بھی حکام بالا آتے ہیں وہ کوئٹہ تک محدود رہتے ہیں، اس سے آگے نہیں جاتے۔ اگر مزید صوبے بنیں گے تو باقی علاقوں میں بھی مزید resources دیے جائیں گے، مزید offices, department قائم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ جب یہ چیزیں بڑھیں گی تو ہم وہاں پر امن وامان کی صورت حال کو کنٹرول کرنے میں زیادہ بہتر position میں ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھوں گا کہ دنیا کا سب سے بڑا صوبہ چین میں ہے اور دنیا کا دوسرا بڑا صوبہ پنجاب ہے جس کی آبادی ساڑھے آٹھ کروڑ ہے جبکہ چین کے اس صوبے کی آبادی سوا نو کروڑ ہے۔ اگر ہم عالمی پس منظر میں بھی دیکھیں تو اس کی کوئی logic نہیں بنتی جبکہ ہمارے resources دنیا کے باقی ترقی یافتہ ممالک کی نسبت بہت کم ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اس وقت اگر ملک کے باقی صوبوں میں trust deficit ہے، اگر ملک کے باقی صوبوں میں احساس محرومی ہے تو اس کا ایک بہت بڑا factor یہ ہے کہ پنجاب نے ملک کے زیادہ تر وسائل پر بقول ان کے قبضہ کیا ہوا ہے لیکن دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کی 60% سے زیادہ آبادی پنجاب میں رہتی ہے اور پاکستان کے رقبے کا 45% حصہ صرف بلوچستان پر مشتمل ہے۔ہمیں اس وجہ سے بھی مزید صوبے بنانے کی ضرورت ہے۔ یہاں infrastructure کی بات ہوئی، میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ نئے صوبے بنانے کے لیے ہمیں زیادہ infrastructure بھی تعمیر نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ اگر ہم جنوبی پنجاب میں دیکھتے ہیں تو بہاولپور میں اس وقت بھی پوری state کا infrastructure موجود ہے۔ اگر ہم ملتان میں دیکھتے ہیں تو وہ بھی ریاست رہا ہے اور اس وقت بھی وہاں پر صوبائی حکومت کے بہت سے sub-offices ہیں جن کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، اس لیے ہمیں infrastructure پر بہت زیادہ investment کی ضرورت نہیں ہو گی۔

جناب والا! میں specially Punjab کے حوالے سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے نئے صوبے اپنا revenue کہاں سے generate کریں گے؟ اگر ہم جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں تو جنوبی پنجاب میں بھی معدنیات ہیں، ہمارے صحرائے تھل

سے تیل نکلتا ہے، گیس بھی نکلتی ہے۔ اگر صوبہ بنے گا تو obviously اس کی royalty بھی ہمیں ملے گی۔ ہمارے پاس وہاں بہت بڑے پیمانے پر sugar industry ہے، ہمارے پاس وہاں بہت بڑے level پر fertilizer industry ہے، وہاں پر multinationals companies ہیں جو production کرتی ہیں اور اپنی چیزیں پورے پاکستان میں supply کرتی ہیں، وہاں سے FBR tax کا ایک بہت بڑا حصہ وصول کرتا ہے اور صوبہ بننے کی صورت میں ظاہر ہے ہمیں اس میں سے بھی حصہ ملے گا، ہمارے لیے revenue کا بھی مسئلہ نہیں ہے۔ میں یہاں یہ بھی عرض کروں کہ اگر ہم اس وقت پچھلے کچھ بجٹ کو اٹھا کر دیکھیں تو جنوبی پنجاب کو جو بجٹ ملا ہے وہ لاہور شہر کے بجٹ کے 10% کے برابر ہے جو کہ ان کے احساس محرومی میں contribute کر رہا ہے۔ اس لیے اگر اس کو صوبائی حیثیت دی جائے گی تو ان کے وسائل ان تک پہنچیں گے اور وہ اپنے وسائل کو اپنی ترقی، اپنی خوشحالی اور اپنے مفادات کے لیے استعمال کر سکیں گے جس سے ملک میں ایک طرف احساس محرومی میں کمی ہو گی تو دوسری طرف باقی صوبوں کے درمیان decentralization کی وجہ سے trust deficit ہے، اس میں بھی کمی آئے گی۔ میں گزارش کروں گا کہ اس resolution کو ملک کی صورت حال اور ضروریات کو دیکھتے ہوئے تمام ممبران اپنا فیصلہ کریں او ر میں اس resolution کے حوالے سے اپنی مخالفت کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ اشنہ احمد صاحبہ۔

محترمہ اشنہ احمد : شکریہ جناب سپیکر! ہماری پارٹی نے کہا ہے کہ ہم صوبے بنانے کے حق میں ہیں لیکن ابھی نہیں پہلے ہمیں اپنا home work کرنا ہے، پہلے ہمیں اپنا economic structure بہتر کرنا ہے تو اس میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس time period کے دوران ہمیں کام کرنا ہے۔ Blue Party کہتی ہے کہ صوبے بنیں تو administrative basis پر بنیں، basically ہمارا مسئلہ administration کا ہی ہے تو administrativeمسئلہ کیسے حل ہو گا؟ اس کے لیے میری suggestion ہو گی کہ ہم اپنی Local Governments کو empower کریں، آپ انہیں grass root level پر لے کر جائیں، انہیں اور چھوٹا کریں، division union سطح تک بنا دیں، انہیں مزید چھوٹا کریں۔ صوبوں میں جمہوریت grass root level پر feel ہو۔ اگر کسی کو اپنے گھر میں کوئی مسئلہ ہے تو اسے معلوم ہو کہ میں کہاں جا کر اپنے مسئلے کے بارے میں complain کروں۔ یہاں تو یہی المیہ ہے کہ صوبے میں رہنے والے آدمی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اگر اس کے گھر میں پانی نہیں آ رہا تو وہ کس سے شکایت کرے، at least چھوٹے چھوٹے

divisions بنا کر یہ تو ہو گا کہ everyone knows کہ میرا جو بھی مسئلہ ہو گا میں کس کو کہوں گا اور وہ اس مسئلے کو further high level تک پہنچائے گا۔ I will prefer کہ ابھی اپنا کام کریں، economic structure کو بہتر کریں، اس دوران ہم ہر صوبے میں Local Governments کو اس قدر empower کریں اور اسے بالکل چھوٹے level پر لے آئیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! علی رضا صاحب۔

جناب علی رضا: شکریہ جناب سپیکر! اصل میں بات یہ ہے کہ اکثر ہماری text books میں ایک terminology use ہوتی ہے جسے political willingness کہتے ہیں۔ پولیو کے cases سے لے کر دنیا کے ہر بڑے case کے لیے وہ استعمال ہوتی ہے۔ آپ اس ایوان کا trend دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے so called young leaders کا trend کیا ہے؟ وہ ایک بات پر بھی متفق ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ ہوں گے جن کے دماغوں میں linguistic demarcation کے بارے میں کوئی points ہوں گے۔ ہم لوگوں نے ابھی NWFP Province کا نام تبدیل کیا ہے، ہمیں اس کی قیمت یہ چکانی پڑی ہے کہ پٹھانوں نے اسے اپنی ذات سمجھ لیا ہے اور ہزارہ والے ہم سے الگ ہو گئے ہیں۔ ہمیں ایک موجودہ صوبے کا صرف نام بدلنے پر یہ سزا دی گئی ہے لیکن خوش ہونے کی بات نہیں ہے، میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ administrative basis پر demarcation ضرور ہونی ہے، ہو گی اور یہ وقت سب سے مناسب ہے کہ ہمیں اس وقت administrative basis پر صوبے بنانے ہوں گے۔ کیوں؟ میں معافی چاہتا ہوں کہ میرے پاس facts and figures نہیں ہیں لیکن آج ہم سب نے ایک workshop attend کی جس میں ہمیں پنجابی طالبان کے بارے میں بتایا گیا، ان سب سے پوچھیں کہ پنجابی طالبان کیا لاہور کے ہیں؟ کیا وہ ملتان کے ہیں؟ ان سب کا origin کہاں پر ہے؟ ان سب کو بنانے کی اصل وجہ کہاں ہے؟ وہ احساس محرومی ہے کہ آج وہاں اٹھارہ ہزار پنجابی طالبان ہیں۔ آپ کے پاس ابھی مناسب وقت نہیں ہے، دو سال کے بعد وہاں پر دو لاکھ پنجابی طالبان ہوں گے، پھر وہ ہمیں بتائیں گے کہ مناسب وقت کون سا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے لوگوں کے لیے سب سے بڑے شہر لاہور اور ملتان ہیں، علاج معالجے کے لیے ہسپتال نہیں ہیں، infrastructure نہیں ہے، agriculture and industrial basis ہیں، بجلی نہیں ہے، وہ کس طرح زندہ رہیں گے؟ اس پر مزید یہ کہ سیلاب آ جاتے ہیں، حادثات ہو جاتے ہیں، وہ لوگ بہت کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ خدارا! وقت کا انتظار نہ کریں، ہم لوگوں نے ابھی ایک آئینی ترمیم کی ہے جس میں

ہم لوگوں نے صوبوں کو وزارتیں devolve کی ہیں۔ ہم لوگ یہ چیزیں قراردادوں سےمنظور نہیں کریں گے، اس پر پورا framework ہو گا، پورا home work ہو گا اور اس کے بعد یہ سب چیزیں ہوں گی۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ انشاءاللہ تعالیٰ صوبے بنیں گے اور ہم اس کو administrative basis پر بنائیں گے اور ضرور بنائیں گے۔ شکریہ۔

جناب فہد مظہر: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے دو تین منٹ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب فہد مظہر: جناب سپیکر! As a leader of the party اور اس کو defend کرنے کے لیے جو resolution آئی ہے کچھ ایسے confusions پیدا ہو گئے ہیں جو کسی اور راستے پر جا رہے ہیں، ہمارا مقصد اس راستے پر جانے کا نہیں تھا۔

(مداخلت)

جناب فہد مظہر: جناب والا! اگر آپ اس resolution کو دیکھیں اور ایوان میں لوگ یہ بھی کہہ چکے ہیں بلکہ آج مجھے تھوڑی دیر پہلے ہماری ایک drill کے دوران جو خوشی ہوئی تھی کہ ہم سب میں سمجھ بوجھ ہے، ہم سب اکھٹے ہیں، ہم میں زیادہ ups and downs نہیں ہیں لیکن انہوں نے straight forward یہ کہہ دیا ہے کہ ان کا تو آپس میں ہی confusion ہے اور بتانے میں کوئی cohesion نہیں ہے تو میں ان کی باتوں میں نہیں جاتا کہ ان کی comprehension ability کیسی تھی لیکن ہم نے اس پر clearly کہہ دیا ہے۔ آپ کے پاس majority ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ minority میں ہیں، وہ کچھ کہہ نہیں سکتے، صرف یہ کہا ہے کہ آپ جو framework دے رہے ہیں، اسے ایک point پر strict کر دیں کہ administration تو آپ ہمیں بھی consider کریں، if you want to do develop consensus, اکیلے کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کر سکتے ہیں، پہلے دن بھی یہی بات ہو رہی تھی کہ unilateralکر دیاجائے تاکہ ایک balance create ہو جائے تو ہم نے اس پر بھی principle stand لیا تھا۔ بات یہ ہے کہ KPK کے لوگوں کی زندگی میں کیا change آ گیا ہے کہ جو NWFP کے وقت تھی اور اب کیا ہے، صرف ساٹھ سالوں میں so called نام تبدیل کیا گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ South Waziristan Agency میں لوگ displaced ہیں، وہ وہاں نہیں رہ رہے۔ آپ وہاں جا کر صوبہ بنا دیں گے تو کس کے لیے بنائیں گے؟ طالبان یا militants نے سارے سکولوں کو تباہ کر دیا ہے، ہسپتالوں کو تباہ کر دیا ہے، کرم ایجنسی کے یہاں ہمارے ایک محترم ممبر تشریف فرما ہیں، ان کو افغانستان کے راستے پشاور آنا پڑتا ہے، جب یہ صورت

حال ہے۔ یہاں پر ڈیسک بجائے جاتے ہیں، انداز بیان تو بہترین ہے، اس پر اگر آپ نے بات کرنی ہے تو میں کہتا ہوں کہ چودہ کیا ہم اگر اٹھائیس بھی ہو جاتے تو شاید یہاں پر اچھے الفاظ کا استعمال کرنے والوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن آپ اس میں spirit دیکھیں کہ ایک diverse group کے لوگ ہیں، انہو ں نے آج ایک قدم آگے بڑھایا ہے کہ ان چیزوں سے نکل کر، علاقیت کی بات تو ہر کوئی کرنا ہے اور خوشی ہوتی ہے بلکہ ہم سے اس وقت پوچھا گیا کہ اپنی constituency کے مسائل بتائیں۔ یہ مسائل کیسے حل ہوسکتے ہیں؟ماضی میں کیا trends رہے ہیں؟ سپیکر صاحب! آپ بھی میرے انٹرویو میں موجود تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ چاہتے ہیں کہ کون سے Youth Parliament issues میںdiscuss ہوں اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ address کریں، discussion تو ہوتی ہے لیکن اس پر کسی انجام پر پہنچا جائے۔ ہم بھی یہی بات کر رہے ہیں کہ میرے بھائیو ایک مرتبہ پھر selfishness ہوگی، آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ دو دنوں میں صوبے بنا دیں گے او رکیا صوبوں کا کام ہو گا کہ وہ طالبان کو وہاں سے نکالے؟ ہم تو بات ہی یہی کر رہے ہیں کہ سب کچھ ایک صوبے پر ڈال دیں چاہے اس کی capacity ہے یا نہیں ہے، شاید اس کے لیے یہ ممکن نہ ہو۔ ہم نے بھی کوئی guideline نہیں دی کہ دس سالوں تک نہیں بننے چاہییں۔

جناب سپیکر! آپ ملک سے باہر چلے جائیں کہ انڈیامیں صوبے بنے کیونکہ وہاں آٹھ کروڑ کی آبادی ہے یا نو کروڑ کی آبادی ہے۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ وفاق نے نہیں کرنا، کسی دوسرے صوبے کی اسمبلی نے نہیں کرنا۔ امریکی سینیٹ میں ایک resolution ابھی صرف draft کی گئی تھی اور ہم نے اتنا واویلہ مچا دیا اور اس پر ایک stand لیا، وہ بھی یہی بات تھی کہ جب national integration پر بات آئے گی۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! .Point of order

Mr. Speaker: Yes.

ایک معزز ممبر: جناب والا! پرانی باتیں کی جارہی ہیں، اس سے بہتر تھا کہ کسی اور مقرر کو وقت دیا جاتا اور وہ یہاں کوئی productive بات کر لیتا۔

(مداخلت)

Mr. Speaker: Order in the House, Mr. Fahad please continue.

جناب فہد مظہر: مقابلہ ہونا چاہیے اور اسے compete کرنا چاہیے، بات یہ ہے کہ competition ہونے کے ساتھ ساتھ ہم صوبوں میں بھی اس چیز کو encourage کرتے ہیں۔ آپ

وفاق کی علامت ہیں اور اپنے فیصلوں پر نظرثانی کریں کہ ان میں بھی وفاق کی علامت جھلکنی چاہیے۔ صوبے بننے چاہییں، ضرور بننے چاہییں، اس کے لیے broader framework develop کرنا چاہیے، اس میں administration ہونی چاہیے، ہم کہتے ہیں کہ آپ اس میں main pillar administration کا رکھیں لیکن سب چیزوں کو divide کر دیں کہ ہاں ہم ان چیزوں کو بھی consider کریں گے۔ فی الحال یہ وقت نہیں ہے کہ نئے صوبے بنائے جائیں۔ شکریہ۔

جنا ب سپیکر: جناب حفیظ اللہ وزیرصاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: شکریہ جناب سپیکر! صوبوں کی demarcation پر تقریباً تمام لوگ agree ہیں، میں ان کے advantages پر نہیں جاؤں گا، صرف اتنا کہوں گا کہ resolution میں یہ بات ظاہر کی گئی ہے کہ ابھی صوبے نہیں بننے چاہییں کیونکہ اس وقت پاکستان میں دوسرے بھی مسائل ہیں۔ میں اس ایوان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تحریکیں جو صوبے بنانے کے لیے چل رہی ہیں، کیا یہ مسئلہ نہیں ہے؟ دوسری بات جو اپوزیشن کی طرف سے آئی کہ خیبر پختونخوا کا نام تبدیل کرنے پر آٹھ ارب روپے خرچ ہوئے تو میں ان کو صرف یہ بتاؤں گا کہ وہ صرف نام تبدیل کرنے یا دستخط کرنے پر نہیں لگے، وہ تحریک چلانے پر لگے۔ اگر اب ہم یہ تحریکیں اس طرح چھوڑ دیں کہ یہ چلتی رہیں تو ان تحریکوں کی وجہ سے ہماری economy ختم ہوتی جائے گی۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہ بات کہ صوبے کیdemarcation کیbase کیا ہونی چاہیے؟ کن basis پر تقسیم ہونی چاہیے چونکہ حکومت کی جو پالیسی تھی، وزیراعظم صاحب نے پہلے بھی discuss کی، میں یہاں پر تھوڑا سا elaborate کروں گا کہ Blue Party کی یہ پالیسی ہے کہ ہم صوبے کی تقسیم at once چاہتے ہیں اور administrative basis پر چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے ایک suggestion آئی ہے کہ صوبے کی تقسیم linguistic اور دوسری بنیادوں پر بھی ہونی چاہیے۔ میں اپوزیشن لیڈر کے صرف ان points کو discuss کروں گا، انہوں نے کہا کہ میں ایک سرائیکی speaker ہوں اور میں خیبر پختونخوا میں رہ رہا ہوں اور میں وہاں بہت خوش ہوں۔ اگر ہم اس نتیجے کو دیکھیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ہم administrative basis پر تقسیم کریں تو وہاں چاہے جتنے بھی لوگ رہیں گے، وہ خوش رہ سکتے ہیں، جس طرح سرائیکی speaking والے خیبر پختونخوا میں خوش رہ رہے ہیں۔شکریہ۔

جناب سپیکر! جنا ب وزیراعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): شکریہ جناب سپیکر! پہلے ہی اس

معاملے پر کافی زیادہ تقریریں ہو چکی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں points پر آؤں اور جلدی اس issue کو conclude کروں۔ جناب والا! اپوزیشن کی طرف سے جو قرارداد آئی، اس کے الفاظ میں بتانا چاہتا ہوں کہ "New provinces would be fruitless keeping in view the volatile situation in Tribal Areas, KPK and Balochistan" انہوں نے basically instability کی بات کی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں، میں پوری اپوزیشن کو address کرنا چاہتا ہوں کہ instability کس طرح آتی ہے؟ Instability تب آتی ہے جب لوگوں میں احساس محرومی آتا ہے، جب لوگوں کو ان کے حقوق نہیں ملتے ، جب لوگوں کو empower نہیں کیا جاتا، جب لوگوں کو ان کی growth نہیں ملتی، جب انہیں development نہیں دی جاتی۔ آپ جب administrative basis پر تقسیم کریں گے، انہیں empower کریں گے، ان کی economic stability کی بات کریں گے، ان کی sustainability کی بات کریں گے تو آپ کس طرح صوبوں کو تقسیم کر سکتے ہیں۔

جناب والا! انہوں نے دوسری بات کی کہ ابھی اس کے لیے home work چاہیے، ابھی اس کے لیے mechanism چاہیے، ابھی ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ جناب والا! میں نے اپنی پہلی تقریر میں بھی کہا تھا کہ is procrastination the answer? Is procrastination the solution? آپ ساٹھ سالوں سے جس چیز کو delay کر رہے ہیں، آپ اس کو procrastination کر کے اپنی حکومت بچا کر مسئلے کو لٹکانا چاہیں گے یا اس کے کسی مثبت حل کی طرف آئیں گے؟ جناب والا! میرا تعلق ایک progressive and liberal party سے ہے،میری پارٹی اس چیز پر firm believe کرتی ہے کہ مسائل کا فی الفور حل ہونا چاہیے، ہمیں کوئی way forward دینا چاہیے۔

جناب سپیکر! آخر میں میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے پاس پانچ اجلاس ہیں، ہمیں ان اجلاسوں میں ایک way forward دینا ہے اور ایک راستہ دکھانا ہے کہ ہم اگلے اجلاسوں میں کسی point پر پہنچیں، کوئی direction لے کر منزل کا تعین کریں اور اسے achieve کر سکیں۔ In the end as a parting note, I will suggest کہ صوبوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے، جس طرح یہ خود مانتے ہیں، instability کم ہو گی کیونکہ empowerment بڑھے گی، growth بڑھے گی، development بڑھے گی۔ As a stance of my party sorry to say we would be against this resolution as it is against our manifesto and it is against the progress of Pakistan in our opinion.

Mr. Speaker: This House is of the opinion that in principle we agree that there is need for new provinces to be carved out including the issue of the tribal areas with

relevance to our federal state structure but at this point in time this ongoing debate about new provinces would be fruitless, keeping in view the volatile situation in tribal areas, KPK and Balochistan. Moreover, this House emphasizes to consolidate the existing federal State Structure in line with 18th Constitutional Amendment before launching into the process of formation of new provinces.

(The motion was rejected)

Mr. Speaker: The House stands adjourned to meet again on tomorrow the 19th April, 2012 at 9:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on 19th April, 2012 at 9:30 a.m.)